هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۰ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ
۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

قیمت ۵

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

علم کا طلب کرنا فرض ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ وَّوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَیْرِ اَھْلِہٖ کَمُقَلِّدِ الْخَنَازِیْرِ الْجَوَاھِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّھَبَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ اِلٰی قَوْلِہٖ مُسْلِمٍ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ مَتْنُہٗ مَشْھُوْرٌ وَاِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ اَوْجُہٍ کُلُّھَا ضَعِیْفٌ ۔

انسؓ بیان کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور سکھانا علم کا نا اہل کو مانند اس شخص کے ہے جس نے سور کے گلے میں جواہرات۔ موتیوں اور سونے کا پٹہ ڈال دیا ہو۔ (ابن ماجہ) اور اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں "مسلمان مرد" تک لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اسناد ضعیف ہیں اور یہ حدیث مختلف طریقوں سے بیان کی گئی ہے۔ اور یہ سب طریق ضعیف ہیں۔

منافق میں دو باتیں نہیں پائی جاتیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَّلَا فِقْہٌ فِی الدِّیْنِ (رواہ الترمذی)

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو عادتیں ایسی ہیں جو منافق میں یک جا نہیں پائی جاتیں ایک تو خلق نیک اور دوسری دینی سمجھ (ترمذی)

طلب علم کی فضیلت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ

انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص علم کو حاصل کرنے کے لئے (گھر سے) نکلے وہ اس وقت جب تک کہ (گھر) واپس نہ آجائے خدا کی راہ میں ہے۔ (ترمذی۔ دارمی)

مومن کا پیٹ علم سے نہیں بھرتا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَیْرٍ یَّسْمَعُہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَھَاہُ الْجَنَّۃُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کا پیٹ بھلائی (یعنی علم) سے نہیں بھرتا وہ سنتا ہے۔ اس کو یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی)

علم میں بخل کی سزا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَہٗ ثُمَّ کَتَمَہٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَنَسٍ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص سے علم کی کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہے اور وہ اس کو چھپالے (یعنی نہ بتلائے) تو قیامت کے دن (اس کے منہ میں) آگ کی لگام دی جائے گی۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے اس روایت کو انسؓ سے روایت کیا ہے)

علم میں ریاکاری کی سزا

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ بِہِ الْعُلَمَاءَ وَلِیُمَارِیَ بِہِ السُّفَھَاءَ اَوْ یَصْرِفَ بِہٖ وُجُوْہَ النَّاسِ اِلَیْہِ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ رَوَی التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے علم کو اس غرض سے حاصل کیا کہ وہ اس سے علماء پر فخر کرے۔ یا جاہلوں سے جھگڑے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے اللہ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ (ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے)

دنیا حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کرنے کی مذمت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ لَا یَتَعَلَّمُہٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِہٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَعْنِیْ رِیْحَھَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ

ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے اس علم کو سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے۔ لیکن اس غرض سے سیکھا کہ وہ اس سے دنیا کی متاع کو حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی۔ (احمد۔ ابن داؤد۔ ابن ماجہ)

علم حاصل کر کے دوسروں کو سکھاؤ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا وَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرُ فَقِیْہٍ وَّرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ ثَلٰثٌ لَا یُغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَالنَّصِیْحَۃُ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِھِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَھُمْ تُحِیْطُ مِنْ وَّرَاءِھِمْ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الْمَدْخَلِ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اِلَّا اَنَّ التِّرْمِذِیَّ وَاَبَا دَاؤُدَ لَمْ یَذْکُرَا ثَلٰثٌ لَا یُغِلُّ عَلَیْھِنَّ اِلٰی اٰخِرِہٖ ۔

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تازہ رکھے اللہ اس بندہ کو (یعنی باعزت اور خوش رکھے) جس نے میری کوئی بات سنی پس یاد رکھا اس کو اور ہمیشہ یاد رکھا اور پہنچایا اس کو (لوگوں تک) پس بعض حامل فقہ (یعنی علم دین کے حامل یا دینی بات کے محافظ) سمجھ دار نہیں ہوتے۔ اور بعض حامل فقہ ان لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھ دار ہوتے ہیں۔ تین باتیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ ایک تو عمل کا خالص طور پر خدا کے لئے کرنا دوسرے مسلمانوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا۔ اور تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا اس لئے کہ جماعت کی دعا اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے (شافعی۔ بیہقی۔ در مدخل اور احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی نے اس حدیث کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن ترمذی اور ابو داؤد نے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا ہے)

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۲۰ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۷

عرب نیشنلزم

پہلی عالمگیر جنگ میں برطانیہ نے اپنے مفاد کی خاطر عربوں کو ترکوں کے خلاف بھڑکا کر بغاوت کرا دی۔ جنگ کے بعد ترکی کے حصے بخرے کر کے اس نے اپنی اسلام دشمنی کا جو ثبوت پیش کیا وہ تاریخ کا ایک ناقابل فراموش باب ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ترکوں نے اس ساری داستان کو طاق نسیان کر کے انگریز کی غیر مشروط وفاداری قبول کرلی۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد انگریز نے عربوں سے دھوکہ کیا اور اسرائیلی حکومت قائم کر کے ان کے سینہ میں ایسا خنجر پیوست کیا۔ جس نے نہ صرف عرب قوم بلکہ سارے عالم اسلام کو تڑپا دیا۔

آہستہ آہستہ عربوں کے اندر احساس بیداری پیدا ہوا۔ اور انہوں نے امریکہ اور برطانیہ کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کے لئے جد و جہد شروع کر دی۔ ۱۹۵۶ء میں نہر سویز کو قومی قرار دے کر اس جنگ آزادی کی ابتدا کی۔ اس پر برطانیہ۔ فرانس اور اسرائیل نے مصر پر حملہ کر دیا۔ لیکن روس کی دھمکیوں نے ان کے حملہ کو ناکام بنا دیا۔ اور ان کو نامراد واپس ہونا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں میں نیشنلزم کا بے پناہ جذبہ پیدا ہوگیا۔ جس نے امریکہ اور برطانیہ کو بوکھلا دیا۔ پہلے مصر شام اور یمن کی حکومتوں نے متحدہ عرب جمہوریہ کے قیام کا اعلان کیا۔ اس کے بعد لبنان کے عوام نے اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ امریکہ اور برطانیہ ابھی اس سوچ بچار میں ہی تھے کہ لبنان کی حکومت کو بچانے کے لئے مداخلت کریں یا نہ کریں کہ عراق میں فوجی بغاوت نے شاہ فیصل کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اور عراق میں جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا۔ فوجی بغاوت میں شاہ فیصل۔ ولیعہد اور وزیر اعظم قتل کر دیئے گئے۔ امریکہ اور برطانیہ نے مشرق وسطیٰ میں اپنے اقتدار کا جنازہ نکلتے دیکھا تو لبنان اور اردن میں اپنی اپنی فوجیں بھیج دیں۔ یہ فوجیں اب تک دونوں ملکوں میں موجود ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کی لبنان اور اردن میں مداخلت پر دُنیا کے تمام ممالک کے رہنماؤں نے اظہار خیال کیا۔ اکثریت نے اس اقدام کی مذمت کی اور فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ معدودے چند ممالک کے رہنماؤں نے اس کی تائید کی۔ اس گروہ میں ترکی۔ ایران اور پاکستان کے رہنما بھی شامل ہیں۔ تعجب ہے کہ انگریز کی اسلام دشمنی کے باوجود انہوں نے اس اقدام کی حمایت کی۔ پاکستان کے بعض رہنما تو امریکہ اور برطانیہ کی وفاداری میں ایسے حواس باختہ ہوئے۔ کہ انہوں نے عرب نیشنلزم کے خلاف بھی زہر اُگلنا شروع کر دیا۔ وہ عرب دشمنی میں اس حد تک بڑھے کہ انہوں نے مصر کے صدر پر جھوٹے الزامات لگانے شروع کر دیئے۔ جب مصری سفارت خانہ کراچی نے ان الزامات کی تردید کی تو خاموشی اختیار کرنے کی بجائے انہوں نے عوام کو گمراہ کرنے کے لئے روزنامہ "تیج" دہلی کے ایک مضمون کو اپنی صفائی میں پیش کر دیا۔ یہ مضمون ہندوستان میں متعینہ مصری سفیر کی طرف منسوب تھا۔ سفیر موصوف نے اس مضمون سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے اخبار مذکور کو نوٹس دیدیا کہ وہ معافی مانگے ورنہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ اخبار مذکور کا معافی نامہ پاکستان کے اخبارات میں بھی چھپ چکا ہے۔ اوّل تو ہمارے ان رہنماؤں کو بلا تحقیق بہتان طرازی سے احتراز کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن اگر وہ غلطی کر بیٹھے تھے تو اب حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد ان کی خاموشی دیانت کے خلاف ہے۔ دیانت کا تقاضا ہے کہ وہ فوراً اپنے سابقہ بیانات کی تردید کر کے صدر ناصر اور مصری قوم سے معافی مانگیں۔

ہم اپنے ان رہنماؤں سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ کیا ان کو امریکہ اور برطانیہ کی اسلام دشمنی کا علم نہیں۔ زیادہ دُور نہ جائیے۔ ۱۹۴۷ء میں مشرقی پنجاب میں قتل و غارت اور اغوا ریڈکلف اور مونٹ بیٹن کی اسلام دشمنی کا نتیجہ نہ تھے۔ اس کے خلاف عربوں کے ان پر جو احسانات ہیں کیا ان کو بھلا دینا بدترین احسان فراموشی نہیں۔ بحیثیت مسلمان کے ملک عرب اور عرب قوم کے ساتھ ہمارا غیر فانی روحانی رشتہ ہے۔ ہمارے خدا کا گھر (بیت اللہ) عرب میں ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد اور روضہ مبارک عرب میں ہیں۔ ہمارے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادہ کی بے شمار یادگاریں عرب میں ہیں۔ ان کے علاوہ انبیائے سابقین علیہم السلام کی یادگاریں دوسرے ممالک میں بھی موجود ہیں اور یہ سب عرب تہذیب کا گہوارہ ہیں۔

مصر۔ شام۔ عراق۔ فلسطین وغیرہ عرب ممالک میں انبیائے سابقین علیہم السلام کے نقش پا اب تک موجود ہیں۔ ان کے بعد صحابہ کرام رضؓ۔ علماء اور صوفیاء عظام نے ان ممالک میں علم و عرفان کی بارش سے تشنگان روحانیت کو برسوں تک شادکام فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ یہ سب مسلمانوں کے محسن ہیں۔ ان کی اولاد کے خلاف انگریز دوستی کے جذبہ سے سرشار ہو کر زبان طعن دراز کرنا کسی مسلمان کو تو زیب نہیں دیتا۔ ہم ان رہنماؤں کو مشورہ دیں گے۔ کہ وہ فوراً توبہ کریں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی عرب دشمنی ان کو دُنیا و آخرت میں رسوا نہ کر دے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

حمد و ثنا

(از جناب عبد المجید صاحب اظہرؔ لیّہ ضلع مظفر گڈھ)

یا رب سبھی ہیں تیرے سارا جہان تیرا ہے ذات تیری افضل اُونچا ہے نام تیرا
تو ہے جہاں کا مالک تو ہے جہاں کا والی پھولوں سے ہے مہکتا یہ گلستان تیرا
یومِ جزا کے مالک اے خالقِ دو عالم! سچّا ہے میرے واحد دین و ایمان تیرا
بن مانگے دینے والے اے آسمان والے بیشک رحیم تو ہے رحمت نشان تیرا

تیری ہی بارگاہ میں میری یہ آرزو ہے
اظہرؔ سمجھ سکے یہ سچّا قُرآن تیرا

صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب فضل الرحمٰن صاحب دھرمکوٹی مدرسہ رشیدیہ منٹگمری)

روح وروانِ جانِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم جن کی آمد سے ہے نالاں شرک کی دُنیا کفر کا میداں
باعثِ شرفِ حضرتِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم لشکرِ شیطاں درہم برہم صلی اللہ علیہ وسلم
منبعِ عرفاں نورِ ہدایت صدر نشینِ تختِ رسالت پا بسفر ہیں شب کے اندھیرے اُکھڑ چلے ہیں ظلم کے ڈیرے
واصلِ منزلِ عرشِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نور کا عالم، طور کا عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ارض وسما کے جوہرِ ہستی اُمّ قریٰ ہے جن کی بستی خانہ خانہ فرحت فرحت قریہ قریہ باغ مسرت
رونقِ بزم ماہ و انجم صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ درائے خیرِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وسلّم
شافعِ اُمّت صاحبِ قرآں مرسلِ خاتم احمدِ ذیشاں دل کی تمنا ہے یہ افضلؔ
دولتِ آمنہ اشرف اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حشر کو جب کہ گرم ہو محفل

اپنی شفاعت کردیں اس دم
صلّی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳ صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اسلام کے تین بنیادی مسائل قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں

تمہید

برادران اسلام - آج کے خطبہ میں قرآن مجید کی روشنی میں اسلام کے تین بنیادی مسائل کے متعلق کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں - **پہلا مسئلہ** اللہ تعالیٰ کی پہچان کے متعلق ہے ——— اگرچہ ہر مسلم اور غیر مسلم اللہ تعالیٰ کے نام کو جانتا ہے - خواہ اپنی اپنی زبان میں اسے مختلف الفاظ سے تعبیر کرتا ہو - مگر یہ یقیناً یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کو صحیح معنی میں فقط وہ شخص پہچان سکتا ہے - جو اس کی پہچان کا طریقہ فرمانِ شاہنشاہی یعنی قرآن مجید سے سیکھے - آج یہ گنہگار قرآن مجید کے حوالوں سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرانا چاہتا ہے - اس کے بعد دوسرا مسئلہ قرآن مجید کے متعلق کچھ ضروری معروضات ہوں گی - اس کے بعد تیسرا مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہے - ہر مسلمان یہ تو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں - اس کے بعد حضور انورؐ کے مرتبہ کو فقط وہی شخص پہچان سکتا ہے - جو قرآن مجید کی روشنی میں آپؐ کے مرتبہ کو سمجھنا چاہے - ورنہ جب آپ قرآن مجید میں آپؐ کے متعلق ذکرِ خیر سُنیں گے - تو آپ حیران ہونگے کہ قرآن مجید کیا ارشاد فرما رہا ہے اور ہم کس خیال میں رہے -

ایک ضروری پرہیز

مذکورۃ الصدر تینوں مسائل کے متعلق قرآن مجید کے فقط ارشادات تو پیش کرونگا - مگر اس چیز سے میں یقیناً پرہیز کروں گا کہ میرے مسلمان بھائیوں میں سے قرآن مجید کے اعلانات کے خلاف کون شخص یا کونسی جماعت غلط راستہ پر جا رہی تھی - اس پرہیز کا باعث یہ ہے - تاکہ یہ نہ سمجھا جائے - کہ میں ذاتی طور پر کسی شخص یا کسی جماعت کی توہین کرنا چاہتا ہوں - بلکہ یہ گنہگار تو فقط یہ پیش کر دے گا کہ اس مسئلہ میں رب العالمین کا کیا ارشاد ہے - اس کے بعد ہر مسلمان کا اپنا فرض ہے کہ اگر پہلے ہی صحیح راستہ پر چل رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے - اور اگر غلط راستہ پر جا رہا تھا - تو اس آئینہ میں اپنے اعتقادات کا مونہہ دیکھ کر خال وخط ٹھیک کر لے - رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ -

پہلا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق اعلانات

پہلا

(لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ) سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے - جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے - یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے - بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ زمین اور آسمان میں فقط اسی کی بادشاہی ہے یعنی فقط اسی کا حکم چلتا ہے - اور اولاد دینا نہ دینا فقط اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے - اولاد کے متعلق چاروں صورتیں اسی کے اختیار میں ہیں - فقط لڑکیاں دینا - فقط لڑکے دینا یا دونوں قسمیں دینا یا اولاد مطلق نہ دینا -

اس کا نتیجہ

یہ صاف نکلتا ہے - کہ اولاد کی ضرورت ہو تو فقط اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے - چنانچہ پانچ وقتوں کی نمازوں میں ہر التحیات پڑھتے وقت اس سے اولاد کی دعا مانگی جا سکتی ہے - جس طرح زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اولاد ملنے کی دُعا کی تھی - فرمایا تھا

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳)

ترجمہ - کہا - اے میرے رب - مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما - بیشک تو دُعا کا سُننے والا ہے - اس

دُعا سے

یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اولاد کے حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہوتے ہیں -

دوسرا

(وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ)

سورہ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ - اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں - جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے - وہ سب جانتا ہے - اور کوئی پتّہ نہیں گرتا - مگر وہ اسے بھی جانتا ہے - اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصّوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خُشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ جب غیب کی کنجیاں فقط اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں تو جن خزانوں کی کنجیاں اس کے قبضہ میں ہیں وہ بھی سب اسی کے قبضہ میں ہونگے - اور خُشکی اور تری کی ہر چیز پر اسی کا علم حاوی ہے - اور جو پتّہ زمین پر گرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے - اور زمین کے اندر جو دانہ ڈالا جاتا ہے وہ اُسے بھی جانتا ہے - غرضیکہ ہر تر اور خُشک اسی کے علم میں ہے اور اسی کی کتاب روشن یعنی لوح محفوظ میں ہے -

تیسرا

(وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور وہی (اللہ) اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے۔ تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔ اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تمام بنی نوع انسان اسی کے قبضہ میں ہیں۔ علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے انسانوں پر نگرانی کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے۔ اور انسان کی رُوح بھی اسی کے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کرتے ہیں۔ (تب انسان مر جاتا ہے)

چوتھا

(قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ اور جسے تو چاہے۔ ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے۔ اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور جسے تُو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس جہانِ دُنیا کی بادشاہی کا مالک دراصل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اپنی مرضی سے جس کو چاہے دیدے۔ اور جس سے چاہے چھین لے۔ باقی رہا۔ یہ کہ فلاں شخص یا فلاں قوم کو کیوں دی۔ اس کی مصلحت وہی جانتا ہے۔ البتہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ بالکل ٹھیک کرتا ہے۔ اس کے ذمہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے ہر کام کی حکمت پہلے اپنے بندوں کو ذہن نشین کرا دے۔ اور پھر نظام میں تبدیلی کرے۔

پانچواں

(اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کرتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رزق کی کشادگی یا تنگی اللہ جلّ شانہٗ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لہٰذا جس کا رزق تنگ ہو جائے اُسے چاہئے کہ فقط براہ راست اللہ تعالیٰ ہی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے اور جب تک کام نہ ہو اُس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔

چھٹا

(فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْۗـــــَٔــتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) سو وہ (تمہارے معبود) سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں۔ تو وُہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما۔ اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ۔ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سوا تمام ان معبودوں سے بیزاری کا اعلان فرما رہے ہیں جو ان کی قوم نے بنا رکھے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ دُنیا میں معبود بنانے کے قابل فقط اللہ جلّ شانہٗ کی ذات ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات واضح فرما رہے ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے پیدا کیا ہے۔ (۲) دُنیا میں رہنے سہنے کے طریقہ کی راہنمائی بھی میری وہی کرتا ہے (۳) وہی مجھے کھلاتا ہے (۴) اور وہی مجھے پلاتا ہے (۵) اور جب بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے صحت عطا فرماتا ہے (۶) وہی مجھے مارے گا (۷) پھر (دوبارہ قیامت کے دن) وہی مجھے زندہ کرے گا (۸) قیامت کے دن (اگر بالفرض میری خطائیں ہُوئیں) میری خطائیں معاف فرمائے گا (اس اعلان میں امت کے لئے ضرور راہ نمائی ہے کہ گناہ معاف کرنے کا اختیار فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) (۹) اے اللہ مجھے اپنی طرف سے کمال علم عطا فرما (۱۰) اے اللہ مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما (۱۱) اے اللہ میرے بعد آنے والی نسل انسانی میں میرا ذکر خیر باقی رکھ۔ (یعنی مجھے نیکی سے یاد کریں) (۱۲) اے اللہ مجھے بھی بہشت کے وارثوں میں شامل فرما۔

ساتواں

(قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ (ان کافروں سے) فرمائیے۔ بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔ کہہ دے مجھے اللہ کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگر ساری دُنیا کے بناوٹی معبود اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی تکلیف کو دُور کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے - اور اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مہربانی ہو جائے تو سارے معبود مل کر بھی اسے روک نہیں سکتے - تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں بے بس اور بے کس ہیں - تو پھر اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر ان سے بندگی کا تعلق جوڑنا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے؟

آٹھواں

(وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) سورہ الفتح رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ - اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے - وہ جسے چاہے بخشے - اور جسے چاہے عذاب دے - اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے -

حاصل

اس آیت شریف میں دو چیزوں کا اعلان کیا گیا ہے - پہلی یہ کہ تمام آسمانوں اور زمین میں بادشاہی فقط اللہ تعالیٰ کی ہے دوسری یہ کہ بخش دینا یا سزا دینا فقط اللہ جل شانہٗ کے اختیار میں ہے - اس کے سوا نہ کوئی کسی کو بخش سکتا ہے - نہ کوئی کسی کو سزا دے سکتا ہے -

نتیجہ

اس آیت شریف کے اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی عذابِ الٰہی سے بچنا چاہتا ہے تو فقط اللہ تعالےٰ کو راضی کرے - اور اس کو راضی کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے - کہ اس کے نازل کردہ قانون یعنی قرآن مجید پر عمل کرے - عمل کا درجہ تو بعد میں آئے گا پہلے انسان کو معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید ہمیں کس قسم کی راہ نمائی کرتا ہے - چونکہ ہر جگہ قرآن مجید کے عالم نہیں مل سکتے - اس لئے جو مسلمان - مرد ہوں یا عورتیں معمولی اُردو پڑھ سکتے ہیں - وہ مترجم قرآن مجید منگوا کر گھر میں رکھ لیں - روزانہ اللہ تعالےٰ جتنی توفیق عطا فرمائے - اتنے کی تلاوت کریں - پہلے اُوپر سے آیت پڑھیں اس کے بعد اس کے نیچے سے اس کا اُردو ترجمہ پڑھیں - انشاء اللہ تعالےٰ اس طرح پر قرآنِ مجید کو پڑھنے سے اُستاد کے سوا بھی بہت کچھ ہدایت نصیب ہو گی -

سُنّی - شیعہ - دیوبندی - بریلوی

سب فرقوں کے غیر متعصب حضرات علماء کرام نے جس اُردو ترجمہ پر مہر تصدیق لگائی ہوئی ہے وہ "انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور" نے طبع کرایا ہوا ہے - انجمن خدام الدین نے در اصل دو قسم کے قرآن مجید طبع کرائے ہوئے ہیں - ایک وہ جس میں ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر ہر آیت کا خلاصہ - اور اس کا ماخذ اور ربطِ آیات بھی طبع کرایا ہوا ہے - اور دوسرا وہ جس میں فقط قرآن کا متن اور فقط وہ ترجمہ لکھا ہوا ہے جو سب فرقوں کے غیر متعصب حضرات کا مصدقہ ہے - وہ منگوا کر اپنے گھروں میں رکھیں - اور روزانہ اُردو داں مرد - عورتیں اور بچے بھی اسے بآسانی پڑھ سکتے ہیں - اس کا ہدیہ اس لئے عرض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ آج کل دوبارہ زیر طبع ہے -

آٹھ اعلانوں کا حاصل

اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک کے متعلق قرآن مجید کے اندر سے جو آٹھ اعلان آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں - انشاء اللہ تعالےٰ اگر ان اعلانوں کو آپ نے اپنے دل میں جگہ دی - اور ان کے خلاف عمر بھر کرنے نہ پائے تو بفضلہٖ تعالےٰ توحید خداوندی کا نور تو یقیناً آپ کے دل کو روشن کر دے گا - اس کا

نتیجہ

یقیناً یہ ہو گا کہ آپ اس کے بعد خواہ ہزاروں بلکہ لاکھوں گناہ بھی کریں تو اس عقیدۂ توحید کی برکت سے ابدالآباد کے لئے آپ دوزخ میں نہیں رہیں گے - سید المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے یقیناً دوزخ سے نکل کر بہشت میں آ داخل ہوں گے -

و ما علینا الا البلاغ المبین -

دوسرا مسئلہ قرآن مجید کے متعلق اعلانات

پہلا

خطبہ کی ابتدا میں عرض کر چکا ہوں کہ اسلام کے تین بنیادی مسائل قرآن شریف کی روشنی میں عرض کئے جائیں گے - اب دوسرا بنیادی مسئلہ قرآن مجید ہے - اس کی پوزیشن واضح کرنا چاہتا ہوں - اس کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا پہلا اعلان ملاحظہ ہو -

(يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ - اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے - جو بہت سی چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے - جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے - اور بہت سی چیزوں سے در گذر کرتا ہے - بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے - اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے - اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو - اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے - اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا کا تابع ہو - اسے اس قرآن مجید کے ذریعہ سے سلامتی کے راستے دکھاتا ہے - کہ فلاں فلاں موقعہ پر اس اس طریقہ سے کام کرو گے تو دُنیا اور آخرت کے خسارے سے بچ جاؤ گے - اور اللہ تعالےٰ اس قرآن مجید کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو تمام اندھیروں یعنی گمراہیوں سے نکال کر روشنی یعنی سیدھے راستہ پر لا کھڑا کرتا ہے - اور بالکل سیدھی راہ (جو اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے جنّت میں جا پہنچائے) کی راہ نمائی فرما دیتا ہے -

دعوت

موجودہ وقت کے سب علماء کرام کو دعوت دیتا ہوں کہ مذکور الصدر شاہنشاہی اعلان کو بار بار اور غور سے پڑھیں تاکہ اللہ تعالےٰ اپنی کلام پاک کی برکت سے ہمارے تمام اختلافات کو مٹا دے - اور سب حضرات ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھے

سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جائیں - اور اس اتفاق اور اتحاد کی برکت سے باطل کو شکست فاش دیدیں - وما ذالک علی اللہ بعزیز

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "شاید نور سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن مبین مراد ہے یعنی یہود و نصاریٰ جو وحی الٰہی کی روشنی کو ضائع کر کے اہواء اور آراء کی تاریکیوں اور خلاف وشقاق کے گڑھوں میں پڑے دھکے کھا رہے ہیں جن سے نکلنے کا بحالت موجودہ قیامت تک امکان نہیں - ان سے کہہ دو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آگئی - اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالےٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو۔ سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے - اور اندھیرے سے نکل کر اُجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے۔ اور جس کی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو اسی کی دستگیری سے صراط مستقیم کو بے تکلف طے کر لوگے۔"

دوسرا

(اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - بیشک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچی لوگوں کے لئے اُتاری ہے - پھر جو راہ پر آیا - سو اپنے لئے - اور جو گمراہ ہوا - سو وہ گمراہ ہوتا ہے - اپنے بُرے کو اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں -

حاصل

یہ نکلا - کہ قرآن مجید تو انسانوں کی صحیح راہنمائی کرتا ہے - جو اس کی راہ نمائی کو مشعل راہ حیات بنائے - تو اس کا اپنا نفع ہے - اور جو اس کی راہ نمائی قبول نہ کرے تو اس کی گمراہی کا نقصان بھی اسے ہی بھگتنا پڑے گا - ایسے لوگوں کی گمراہی کا الزام حضور انور پر عائد نہیں ہوگا - کیونکہ آپ تو فقط پیغام حق پہنچانے کے ذمہ دار ہیں - اس کے بعد کوئی عمل کرے یا نہ کرے

تیسرا

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷

ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اُتارا ہے - برکت والی ہے - ان کی تصدیق کرنے والی ہے - جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکّہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے - اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں - وُہی اس پر ایمان لاتے ہیں - اور وُہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید بڑی با برکت کتاب ہے - اور یہ پہلی کتب سماوی کی مخالف ہرگز نہیں ہے - بلکہ پہلی کتب سماوی کی تعلیم بھی یہی تھی - جو اس میں ہے - چونکہ آپ مکّہ معظمہ میں قیام فرما ہیں - اس لئے یہ پیغام الٰہی سب سے پہلے آپ وہاں کے باشندوں اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والوں کو پہنچائینگے - اس کے بعد یہ کتاب آہستہ آہستہ ساری دُنیا میں پھیل جائے گی - اور جن لوگوں کا آخرت پر ایمان ہے اس کتاب کو سب سے پہلے وہی سر آنکھوں پر رکھینگے کہ ان کے لئے آخرت کا راہ نما آگیا - اور وہی لوگ باقاعدہ یاد الٰہی (یعنی نماز ادا) کرتے ہیں - اللھم اجعلنا منھم

تیسرا مسئلہ

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں اعلانات

پہلا

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۱۴ پارہ ۱

ترجمہ - بیشک ہم نے تجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے - خوشخبری سُنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس ہوگی -

حاصل

یہ ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کی کتاب کا پیغام اللہ تعالےٰ کے بندوں کو پہنچائینگے اس کے بعد یہ بھی فرمائینگے کہ جو شخص اس پیغام حق کو اپنا معمول بہ بنائے گا - اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا - اور اُسے بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا - ان کے حق میں یہ خوشخبری سُنائیں گے - اور جو لوگ اس پیغام حق کو نہیں مانیں گے - ان کو یہ ڈراوا دیدینگے - کہ اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہے - اور تمہارا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا - اس اعلان اور اطلاع کے بعد بھی جو شخص اس صحیح راستہ پر نہیں چلے گا آپ سے اس کے متعلق یہ سوال نہیں ہوگا کہ یہ شخص غلط راستہ پر کیوں چلا - اور دوزخ میں کیوں گیا -

دوسرا

(مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۸ پارہ ۳

ترجمہ - کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں ہے - کہ اللہ اسے کتاب اور حکمت اور نبوّت عطا فرمائے - پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ - لیکن کہیگا - تم لوگ اللہ والے بن جاؤ - اس لئے کہ تم اللہ کی کتاب سکھاتے ہو - اور اس واسطے کہ تم پڑھتے ہو

حاصل

یہ ہے کہ نبی کے بھی شایان شان یہ چیز نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے نبوت کا عہدہ جلیلہ عطا فرمائے - اور پھر وہ شخص لوگوں کو جا کر یہ تعلیم دے - کہ اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ - بلکہ ہر پیغمبر نے یہی تعلیم دی ہے کہ اللہ والے بن جاؤ - یعنی اس ایک اللہ تعالےٰ ہی کے بندے بن کر رہو - سب سے توڑو اور اس ایک سے جوڑو -

تیسرا

(قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۭ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۳ پارہ ۹

ترجمہ - کہدو - میں اپنی ذات کے نفع اور

نقصان کا بھی مالک نہیں - مگر جو اللہ چاہے - اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا - تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کرلیتا - اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی - میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایماندار ہیں -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - " اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو - نہ اپنے اندر " اختیار مستقل " رکھتا ہے نہ " علم محیط " سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارض کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے - ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا - نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں - مگر جس قدر اللہ چاہے - اتنے ہی پر میرا قابو ہے - اور اگر میں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا - تو بہت سی وہ بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا - جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں - نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی - مثلاً " افک " کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضورؐ کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا - حجۃ الوداع میں تو صاف ہی فرما دیا " لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْیَ " (اگر میں پہلے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی - تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا - اسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں - جن کی روک تھام " علم محیط " رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی - ان سب سے بڑھ کر عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ " حدیث جبرئیل " کی بعض روایات میں آپؐ نے تصریحاً فرمایا کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نے جبرئیل کو واپسی کے وقت تک نہیں پہچانا - جب وہ اٹھ کر چلے گئے - تب علم ہوا - کہ جبرئیل تھے - یہ واقعہ بتصریح محدثین بالکل آخر عمر کا ہے - اس میں قیامت کے سوال پر " مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ " ارشاد فرمایا - گویا بتلا دیا گیا - کہ " علم محیط " خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں - اور " علم غیب " تو درکنار محسوسات و مبصرات کا پورا علم بھی خدا ہی کے عطا کرنے سے حاصل ہوتا ہے - وہ کسی وقت نہ چاہے - تو ہم محسوسات کا بھی ادراک نہیں کر سکتے - بہرحال اس آیت میں کھول کر بتلا دیا گیا - کہ " اختیار مستقل " یا " علم محیط " نبوت کے لوازم میں سے نہیں جیسا کہ بعض جہلا سمجھتے تھے ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے - کامل ہونا چاہئے اور تکوینیات کا علم خدا تعالیٰ جس کو جس قدر مناسب جانتے - عطا فرماتا ہے - اس نوع میں ہمارے حضورؐ تمام اولین و آخرین سے فائق ہیں - آپ کو اتنے بے شمار علوم و معارف حق تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں - جن کا احصاء کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں -

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی -

صحیح معنوں میں وہ شخص مسلمان ہے

جو

بظاہر ارکان اسلام کا پابند ہو اور باطن میں جس کی زندگی کا نصب العین حصول رضائے الٰہی ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ - میں آپ سے مختلف عنوانوں سے ایک چیز عرض کیا کرتا ہوں - سب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے - اور وہ چیز یہ ہے کہ سب کچھ بننا ہے آسان - سب سے مشکل بننا ہے انسان - انسان بناتا ہے فقط قرآن - انسانیت کا مکمل نمونہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم - انبیائے سابقین علیہم السلام بھی اپنی اپنی قوم کے لئے مکمل نمونہ تھے - لیکن ان کے اقوال اور افعال میں سے کوئی چیز محفوظ نہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - کہ ان کے کلام میں سے صرف ایک فقرہ محفوظ ہے - اور وہ فقرہ یہ ہے - اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ فارسی میں اس کا کسی نے ترجمہ کیا ہے ع

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

جب اس کا حیا کا پردہ چاک ہو جاتا ہے تو انسان سے زیادہ کوئی بے حیا نہیں ہوتا - عورت شرم و حیا کا پتلا ہے لیکن بازاری عورتوں کو دیکھئے وہ بعض اوقات ایسے پھکڑ تولتی اور ایسا بکواس کرتی ہیں کہ ایک شریف آدمی ان کو سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا - یہ ہے اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ -

یہ حضورؐ کی خصوصیت ہے کہ آپؐ کا ہر قول اور ہر فعل محفوظ ہے - اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے - جو یہ کہتے ہیں کہ آپؐ کا کوئی ارشاد محفوظ نہیں ہے - احادیث میں میاں بیوی کے متعلق ایسے پوست کندہ حالات بیان کئے گئے ہیں جن کو کوئی شخص بھی دوسرے سے بیان کرنا پسند نہیں کرے گا - لیکن ازواج مطہرات کو ان کو بیان کرنے کی اجازت تھی - کیوں؟ حضورؐ کا ہر قول اور فعل امت کے لئے نمونہ ہے - اس لئے ہمیں ان حالات کی ضرورت ہے -

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ - البتہ تمہارے لئے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے -

مثلاً ایام ماہواری میں یہودی عورت کو نجس محض سمجھتے تھے - وہ نہ کھانے کو ہاتھ لگائے - نہ پاس بیٹھنے پائے - نہ اس کو چھوا جائے - عرب ایسے آزاد تھے کہ وہ کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے تھے - نہ یہود کا مسلک ٹھیک تھا اور نہ عرب کا - بلکہ حق دونوں

کے بین بین تھا - مثلاً حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں - کہ مَیں جس پیالہ سے پانی پیتی تھی حضورؐ اسی پیالہ سے پانی پیتے اور اسی جگہ مُنہ لگا کر پیتے تھے - جہاں مَیں مُنہ لگا کر پیتی تھی - اور مَیں حائضہ ہوتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت کا وجود پلید نہیں ہے - بلکہ لعابِ دہن بھی پلید نہیں ہے -

یہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ہیں - اگر صحابہ کرامؓ ان حالات کو چھپاتے تو ہمیں کیسے معلوم ہوتے - یہ باتیں دروازہ الٰہی پر آنے سے سمجھ میں آتی ہیں - اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سدا اپنے دروازہ پر آنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہٰ العالمین -

ان باتوں کی سمجھ نہ ہونے کے باعث بڑے بڑے زمیندار اور عہدہ دار فرعون مزاج بنے ہوئے ہیں - وہ غریبوں پر ظلم کرتے ہیں - کیا یہ انسان ہیں ؟ ہرگز نہیں -

مَیں عرض کر رہا تھا کہ سب کچھ بننا آسان ہے - لیکن انسان بننا سب سے مشکل ہے - انسان فقط قرآن بناتا ہے - اور انسانیت کا نمونہ حضورؐ ہیں - قرآن مجید اور حضورؐ کا اسوہ حسنہ دونوں محفوظ ہیں - یہ دونوں خود نہیں بولتے - قرآن مجید کو حال بنانا اور حضورؐ کے رنگ میں رنگے جانا - اس کے لئے ہادی کی ضرورت ہے - جس طرح ماں ہر وقت بچّے کی رہنمائی کرتی ہے - یہ نہ کرنا - وہ نہ کرنا - وہ ٹوکتی اور روکتی رہتی ہے - اسی طرح ہادی ہر وقت ٹوکتا رہتا ہے - ہادی کی ذاتی غرض کوئی نہیں ہوتی - جو اس کی گرفت اور شکنجے میں آ گیا ہادی اس کو انسان بنا دیتا ہے - یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر فن کا کامل اپنے شاگرد کو کچھ زبانی ہدایات دیتا ہے اور کچھ کر کے دکھاتا ہے - اس طرح آہستہ آہستہ شاگرد بھی کامل بن جاتا ہے -

وفات کے وقت میرے حضرت دین پوریؒ کی عمر تقریباً ۱۱۰ سال کی تھی - آخری عمر میں ان کے ہوش ٹھکانے نہ رہے تھے ہمارے امام مسجد قاری محمد ابراہیم صاحب پاس بیٹھ کر عرض کیا کرتے تھے - اب رکوع کریں - اور اب سجدہ کریں - جوانی میں حضرتؒ نماز باجماعت سے رہ جانے والے خادم کو پانچ جوتے لگوایا کرتے تھے - وہ حضرتؒ کے عاشق تھے - سمجھتے تھے کہ اپنا فدائی سمجھ کر جوتے لگواتے ہیں - کہتے ہیں - کہ ایک دفعہ لیلیٰ نے دیگ پکوا کر فقرا میں تقسیم کی - جو آتا اس کو پیالہ بھر کر دے دیتی - جب مجنوں آیا تو اس کا پیالہ لے کر زمین پر دے مارا - وہ ناچتا کودتا واپس چلا گیا - کہ مجھ سے خصوصی تعلق ہے جبھی تو یہ امتیازی سلوک کیا ہے - جو ہادی کی سختی کو سہہ گیا وہ انسان بن گیا ہادی کے شکنجے میں آنا مشکل ہے - کیونکہ وہ خواہشاتِ نفسانی سے روکتا ہے -

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جماعت کے سب لوگ کھدر کے کپڑے پہنا کرتے تھے - جن کو کیکر کے چھلکوں میں رنگا جاتا تھا - جماعت کے سب آدمیوں کو عشاء کی نماز کے بعد ایک ایک پیالہ پھیکے بھات کا ملتا تھا - جس میں نہ نمک اور نہ گھی ہوتا تھا - رات کو ایک دو دفعہ کھُل کر پیشاب آیا طبیعت صاف ہو گئی - اور تہجد کے لئے اُٹھ بیٹھے دن کو کبھی روٹی اور گھنگھنیاں ملتی تھیں یہ غذا کھانے والا حضرتؒ کا ایک بوڑھا خادم ایک دفعہ مجھ سے پوچھتا ہے مولوی صاحب کیا ہم قیامت کے دن اللہ کو دیکھیں گے - اُس کی بڑی نعمتیں کھائی ہیں اس کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے - مَیں نے جواب دیا جی ہاں ہم اللہ کو دیکھیں گے یہ صحبت کا اثر ہے - کامل کا عکس پڑا ہُوا ہے - نعمتیں کیا کھائی ہیں پھیکا بھات اور گھنگھنیاں - اے دُنیا دار ! مَیں تجھ سے پوچھتا ہوں - کہ کبھی کیک - انڈے - پلاؤ - زردے اور قورمے کھا کر تمہیں کبھی اللہ تعالےٰ کی ملاقات کا شوق پیدا ہُوا ؟

جہاں تک مجھے یاد ہے مَیں نے شکایت کبھی نہیں کی - لیکن ایک دفعہ مجھے حضرت دین پوریؒ نے فرمایا کہ گھر والوں سے کہنا کہ برتن مانجھ کر اوندھے رکھ دیں اور خود مصلّیٰ بچھا کر نفل شروع کر دیں - یہ اللہ تعالےٰ کے خزانہ سے لینے اور تنگدستی دُور کرنے کا نسخہ ارشاد فرمایا - کسب معاش کا طریقہ بتلایا - یہ نہیں فرمایا کہ قرضہ لے کر کھائیں -

مَیں عرض کر رہا تھا کہ انسان کو انسان بنانا سب سے مشکل کام ہے - آپ نے دیکھا ہوگا کہ تماشا کرنے والے بکرے کو سواری بناتے ہیں - اور بندر کو سوار - کیسا عجیب کھیل ہے - دوسرا کھیل وہ بندر کو بندریا سے ناراض کر کے دکھلاتے ہیں - بندریا اس کو مناتی ہے - بندر کو انسانیت کے افعال سکھلانا آسان ہیں - وہ انسانیت کے افعال سیکھ کر انسان کی نقالی کرتا ہے - لیکن انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانا بڑا مشکل ہے - انبیاء انسان کو انسان بناتے ہیں - انبیاءؑ کے ساتھ انسانوں نے جو سلوک کیا اس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں -

(اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ٥)

سورہ البقرہ رکوع ۱۱ پارہ ۱

ترجمہ - کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم لایا جسے تم نہیں چاہتے تھے تو تم اکڑ بیٹھے - پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کیا -

پیغمبر سے بڑھ کر خلق خدا پر کوئی شفیق نہیں ہوتا - یہ بد بخت انسان اس کو جھٹلاتے ہیں - بعض کو قتل بھی کیا گیا - یہ اہل کتاب کا ذکر کیا گیا ہے - انسانوں نے سب انبیاءؑ کا مذاق اُڑایا - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پاگل کہا گیا - اللہ تعالےٰ آپؐ کو تسلّی دیتے ہیں -

(نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ)

سورہ القلم رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - قلم کی قسم ہے اور اس کی جو اُس سے لکھتے ہیں - آپ اللہ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں - اور آپ کے لئے تو بے شمار اجر ہے -

آگے چل کر فرماتے ہیں

(فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۚ)

ترجمہ - پس عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے - کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے -

عقلمند ہی جیتتا ہے - پاگل کبھی نہیں جیت سکتا - مکّہ معظمہ فتح ہو گیا - اور وہاں اللہ تعالےٰ کے نام کا جھنڈا جب لہرا دیا گیا - تو پتہ چلا کہ پاگل کون تھا -

(اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ)

سورہ النصر پارہ ۳۰

ترجمہ جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا -

عوام تو بجائے خود رہے اچھے اچھے قابل آدمی تعلیم جدید اور تعلیم قدیم کے تعلیم یافتہ ٹکر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اللہ کیا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں تربیت کرائے تو ان باتوں کی سمجھ آتی ہے کہ خلقِ خدا سے برائی کر کے کوئی نہیں پنپ سکتا ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

مظلوم کی آہیں ستیاناس کر دیتی ہیں ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

دوسروں کی ایذا دہی پر حضورؐ کو اللہ تعالےٰ صبر کی تلقین فرماتے ہیں
(فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ط الآیہ)
سورہ الاحقاف رکوع ۴ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے۔ اور ان کے لئے جلدی نہ کر۔

اُمت کو بھی یہی تعلیم ہوگی۔ وہ ستائیں اور یہ صبر کریں۔ یہ کتنوں میں ذوق ہے؟ عوام میں ہے؟ دُنیادار میں ہے؟ علماء میں ہے؟ اگر تربیت یافتہ ہوگا تو صبر کریگا اسے کوئی ستائے گا تو یہ خدا کے فیصلہ کا انتظار کرے گا۔ ۳۰ - ۳۲ سال کا واقعہ ہے میرے پاس ایک پولیس انسپکٹر یا سب انسپکٹر آیا۔ وہ قوی ہیکل جوان تھا کسی جرم میں معطل ہو گیا تھا اور بھیک مانگ رہا تھا۔ وہ میرے پاس سر فضل حسین اور سر محمد شفیعؒ کی سفارش لایا۔ اور کہنے لگا کہ مدرسہ کے لڑکوں کو خرچنے کے لئے پیسہ پیسہ اور دو دو پیسے جو ملتے ہیں مجھے اس میں سے کچھ جمع کر دیا جائے۔ کسی مظلوم کی آہ پڑ گئی ہے۔

ہر چیز کی ایک ظاہری شکل ہوتی ہے اور ایک باطن کی خاصیت ہوتی ہے اگر کسی چیز کی ظاہری شکل بھی وہی ہے اور اندر کی خاصیت بھی وہی ہے۔ تب اس چیز کو اس کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی ظاہری صورت بھی ہو اور باطن کی خاصیت بھی ہو تو ایسا اسلام اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ارکانِ اسلام کی صورت ہے۔ اسلام کا اندر کیا ہے؟ (قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○) سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

یہ حضورؐ کی زندگی کا نصب العین ہے۔ اور حضورؐ ہمارے لئے عملی نمونہ ہیں۔ اس لئے ہمارا بھی لمحہ حیات اللہ کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ یہ اندر کی خاصیت ہونی چاہیئے کتنے ہیں جن کو یہ نعمت نصیب ہے۔ مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں کہ زندگی کا نصب العین کیا ہونا چاہیئے۔ الا ماشاء اللہ۔ جو مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے اگر اللہ تعالےٰ نے دولت دی ہے تو پائی پائی گن کر نہ زکوٰۃ ادا کرتے اور نہ حج کرتے ہیں۔ تو ان میں اور گنگا رام یا خوشحال سنگھ میں کیا فرق ہے۔ کیا ان کے کانوں کی بالیوں پر لکھا ہوا ہے۔ ہذا مسلم۔ جو لندن کے حاجی بن گئے مگر خانہ کعبہ کے حاجی نہ بنے۔ ان میں اور گنگا رام یا خوشحال سنگھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ محمد دین۔ عبداللہ جان۔ عبدالرحمٰن نام رکھوا لینے سے کچھ نہیں بنتا۔ نام گنگا رام ہو اندر ایمان ہو اور ارکانِ اسلام کا پابند ہو تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ یہ پکا مسلمان ہے۔

امیر نماز نہیں پڑھتا تو وہ بھی فاسق۔ غریب نماز نہیں پڑھتا تو وہ بھی فاسق۔ اگر عورت نماز نہیں پڑھتی تو اس کو فاسقہ کہا جائے گا۔ ان کو مسلمان نہیں کہا جاتا۔ اگر دل میں ایمان نہ ہو کافر ہے۔ فاسق کے معنی ہیں بدمعاش مرد اور فاسقہ کے معنی ہیں بدمعاش عورت۔

اوصی نفسی اولاً وایاکم بعدہٗ پہلے میں اپنے نفس سے کہتا ہوں اور پھر آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ میرا اور آپ کا فرض ہے کہ ہم اسلام کی ظاہری صورت کی بھی پابندی کریں اور اندر میں ہر کام اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کریں۔ اگر نیت اللہ تعالےٰ کی رضا بنا لی جائے تو ہر کام نیکی کے کھاتے میں آ سکتا ہے۔ اگر نیت اللہ تعالےٰ کی رضا نہیں تو اس کو کیا ضرورت ہے کہ آپ کی نیکی کو نیکی شمار فرمائے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی نیتیں درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین

قرآن مجید ہمیشہ درست پڑھو

(آصفہ پروین ملتان چھاؤنی)

اورنگ زیبؒ بڑا متقی اور پرہیزگار تھا۔ اس کی پارسائی کا یہ عالم تھا کہ وہ رعایا کا ایک پیسہ اپنی پر خرچ کرنا گناہِ کبیرہ سمجھتا تھا۔ اس کے عہد میں رعایا فارغ البال اور خوش حال تھی۔ وہ اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھا کرتا تھا۔ اور اسی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ رب العزت کی رحمتیں اس پر بے شمار تھیں۔ وہ لوگوں کو ہمیشہ اچھے کاموں کی تلقین کرتا۔ اور نیک مشورے دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص اورنگ زیبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ "میں بہت تنگ دست ہو گیا ہوں۔ اور بڑی مشکل سے گزر اوقات ہوتی ہے آپ بتائیے مجھے اب کیا کرنا چاہیئے" اورنگ زیبؒ نے پوچھا۔ "جھوٹ تو نہیں بولتے؟" اس نے عرض کیا۔ "نہیں عالیجاہ!" اورنگ زیبؒ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد قرآن مجید منگوایا اور اسے پڑھنے کے لئے کہا۔ جب وہ پڑھنے لگا۔ اورنگ زیب نے چند آیات سننے کے بعد کہا۔ کہ تمہاری قرأت میں غلطیاں ہیں ہر روز آیا کرو اور قرآن شریف صحیح کرو۔ جب وہ صحیح پڑھنے لگ گیا تو اس سے کہا۔ "جاؤ اور قرآن مجید کی تلاوت ہر روز کیا کرو۔ انشاء اللہ پروردگارِ عالم اپنی برکتیں نازل فرمائے گا۔" اس شخص نے اورنگ زیبؒ کے حکم پر عمل کیا۔ اور تھوڑے عرصے کے بعد ہی وہ خوش حال ہو گیا۔ پھر اورنگ زیبؒ کی خدمت میں شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ اورنگ زیبؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور اس شخص کو کہا۔ "بارگاہِ رب العزت میں سر جھکا دو اور اس مالک۔ خالق۔ آقا۔ رحمٰن اور پروردگار کا شکریہ ادا کرو۔ وہ زیادہ برکتیں نازل فرمائیگا۔" بچو! قرآن مجید آہستہ آہستہ اور دل لگا کر پڑھا کرو۔ ہمیشہ قرآن شریف درست پڑھنے کی کوشش کیا کرو۔ کیونکہ عربی زبان میں ایک لفظ کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ صرف زیر زبر کی غلطی سے مطلب بدل جاتا ہے۔ مگر جب ہم پوری توجہ سے پڑھتے ہیں اور چند ایک غلطیاں کر جاتے ہیں اور یہ ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ ہم غلط پڑھ گئے ہیں۔ اس پر اللہ میاں معاف کر دیتے ہیں کیونکہ ہم تو اپنی طرف سے درست پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں نا!

حجرِ اسود کا مقام

(از قلم جناب قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب)

یہ مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ ان میں بعض ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں جو کسی اہم علمی، معاشی، اخلاقی، اقتصادی گتھی کو سلجھانے کی بجائے مسلّمہ و رچودہ سو سالہ متفقہ نظریات و عقائد کا پوسٹ مارٹم کرتے رہتے ہیں۔ اس ہی قسم کا ایک مختصر سا مقالہ ہفتہ وار چٹان کی اشاعت مورخہ ۲ ۶/۵۸ میں حجرِ اسود کے متعلق نیاز صاحب کا شائع ہوا جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نبی بناکر بھیجے گئے اور انہوں نے بھی حسب دستور قربانگاہ یا مذبح جیسے مقدس ترین معبد کی حیثیت حاصل تھی قائم کی۔ قربان گاہ یا مذبح کی صورت یہ تھی کہ ایک پتھر بطور نشان کے قائم کر لیتے تھے۔ اور اسی جگہ کو خدا کا معبد سمجھ کر قربانیاں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ توراۃ مقدس سے ابراہیم اور اولاد ابراہیم (علیہم السلام) کا اس طرح پتھر نصب کرکے مذبح بنانا پورے طور پر ثابت ہے۔ جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سرزمین مکّہ میں تشریف لائے تو انہوں نے یہاں بھی اسی دستور کے مطابق ایک پتھر قربانی کی جگہ متعین کرنے کے لئے نصب کیا جس کو حجرِ اسود کہتے ہیں۔"

" حجرِ اسود کے متعلق جو اور بہت سی روایات پائی جاتی ہیں کہ وہ پہلے سفید تھا اور انسان کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا۔ یا یہ کہ وہ بہشت کا لعل تھا یا یہ کہ قیامت کے دن اس کی آنکھ اور زبان ہو جائے گی۔ اور وہ لوگوں کے بوسہ دینے کی شہادت دیگا یہ سب مجروح اور ناقابلِ اعتبار ہیں۔ قرآن مجید میں کسی جگہ اس پتھر کا ذکر نہیں آیا ہے۔ اور اس اعتبار سے اس کی عدم اہمیت ظاہر ہے۔"

مسطورہ بالا بیان میں

(ا) احادیث کو تو مجروح قرار دیا گیا مگر تورات کو قابل سند سمجھا حالانکہ قرآن کریم نے اس کو محرف قرار دیا۔

(ب) بیت اللہ شریف کو بجائے مرکزِ عبادت کے قربانگاہ بتایا۔

(ج) اور اس کو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا خود ساختہ مکان بتایا۔ حالانکہ

بیت اللہ قربانگاہ نہیں ہے بلکہ مرکزِ عبادت ہے اور یہ سب سے پہلا خدا کا گھر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی بنیادوں کو بلند کیا۔ بالفاظ قرآن کریم

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ ــــــ

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ، ــــــ

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ــــــ

واضح ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کی تھی۔

(د) حجرِ اسود کو زمین کا ایک پتھر سمجھا جو صرف دستور کے مطابق نصب کیا گیا حالانکہ صحیح احادیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی زبان مبارک کو اس پر رکھا۔ اور دیر تک روتے رہے۔ پھر پیچھے مڑ کر دیکھا کہ میں رو رہا تھا۔ تو فرمایا عمر یہاں بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حجرِ اسود کے پاس جو شخص دعا کریگا اللہ تعالےٰ اس کی دعا قبول کریگا۔"

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حجرِ اسود اور مقام ابراہیمی جنّت کے دو یاقوت ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ ان کے نور کو نہ بجھا دیتا تو مشرق و مغرب ان کی روشنی سے جگمگا اُٹھتے۔"

" جب حجرِ اسود زمین پر نازل ہوا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ حجرِ اسود خدا کی قسم مَیں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کسی کو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر مَیں رسول اکرمؐ کی اتباع میں ایسا کر رہا ہوں اگر رسول اکرمؐ تجھ کو نہ چومتے تو میں کبھی بھی نہ چومتا۔ حضرت عمرؓ کا یہ قول سُن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا۔ کہ اے امیرالمومنین حجرِ اسود نفع اور نقصان پہنچاتا ہے اس لئے کہ مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قیامت کے دن حجرِ اسود کو بارگاہِ خداوندی میں لایا جائے گا۔ اور وہ ان لوگوں کے حق میں شہادت دے گا جنہوں نے اس کو بوسہ دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کا یہ جواب سُن کر فرمایا۔

اے ابوالحسن علیؓ جن لوگوں میں آپ کی برگزیدہ ذات نہ ہو اُن کو لطفِ عیش حاصل نہیں۔

۳۱۷ھ میں قرامطہ نے اس کو بیت اللہ مقدس سے اُکھیڑا اور احساء (بحرین) لے گئے مگر پھر المطیع اللہ کے عہد میں ۳۳۹ھ میں اسے واپس لاکر اپنے مقام میں نصب کیا گیا قرامطہ کے دور حکومت میں اس کے خلاف پھر کہا گیا۔ ایک عالم دین نے طواف کرتے ہوئے اس کو بوسہ دیا تو ایک قرمطی نے یہی اعتراض کیا اس عالمِ دین نے جواب دیا کہ یہ عام پتھر نہیں بلکہ جنّت کا پتھر ہے۔ اور اس کا امتیازی نشان یہ ہے کہ پانی میں نہیں ڈُوبتا۔ چنانچہ اسے جب پانی میں ڈالا گیا تو وہ تیرتا رہا۔

(معجم البلدان باب الحاء والجیم)

چنانچہ یہی وجہ تھی کہ

طوفان نوح علیہ السلام میں یہ پتھر جبل ابی قبیس پر تیرتا ہُوا پہنچ گیا اور دوبارہ تعمیر وہاں سے لایا گیا۔

غیر مسلم مفکرین اور محققین علماء کا تو یہ نظریہ ہے کہ حجرِ اسود شہابی پتھر ہے۔ جو کہ آگ میں گرم نہیں ہوتا اور پانی میں نہیں ڈُوبتا جیسا کہ ماہرِ فن ڈاکٹر جی ٹی پرایر نے لکھا ہے کہ ایک یقینی شہابی پتھر تو وہ ہے جو مکہ کی عمارت کعبہ میں لگا ہُوا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۰

مگر مسلمان کہلانے والے اس کو ایک عام پتھر قرار دے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ صحیح راہ عمل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کیا ہم انقلاب سے پوری طرح مستفید ہوئے ہیں؟

(از جناب مولانا عبید اللہ صاحب ناظم مجلس عروج اسلام لاہور)

پاکستان کو بنانے اور پاکستان کو قائم کرنے میں سب سے زیادہ ہاتھ ان لوگوں کا ہے جو آج کسمپرسی کے عالم میں زندگی گزار رہے ہیں - جنہیں عرف میں مہاجر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر پاکستان کے بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی - کہ اس کے بغیر گزارہ ہونا مشکل تھا؟

ہاں پاکستان بنانے کی ضرورت پیش آگئی تھی - اسلام کو پھر برسر حکومت دیکھنا چاہتے تھے - انسان کو خداوند قدوس نے آزاد پیدا کیا ہے وہ آزاد رہ کر زندگی گزارنا پسند کرتا ہے - اور مسلمان! مسلمان کا تو مذہب ہی آزادی سکھلاتا ہے - لیکن خدا سے نہیں، خدا کے بندوں سے نہیں - خدا کے شرکا سے - نظام باطل سے -

مسلمان ایک حکومت کے خواہشمند تھے - جہاں اسلام برسر حکومت ہو - اسلام کے زیر سلطنت آرام و اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں - اپنے اقوال و افعال کو اسلامی سانچہ میں ڈھال کر دنیا پر اسلام کی حقیقت کو منکشف کر دیں - اور دنیا کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرائیں دنیا پر واضح کر دیں کہ اسلام ہی ذریعہ نجات ہے - اسلام دنیوی و اخروی حالات کو سدھارتا ہے - اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے - جس کے ذریعہ عوام اور خواص ہر قسم کے برے افعال سے باز رہ سکتے ہیں - اور دنیا میں اسلام ہی امن کا علمبردار ہے -

چنانچہ خداوند قدوس نے ہم کو محض اپنے فضل و کرم سے ایک ایسی سلطنت کا مالک بنا دیا جو دنیا بھر میں پانچویں درجہ پر ہے یہ محض خدا کا انعام ہی ہے - اگرچہ بہت سی قربانیاں بھی اس سلسلہ میں دی گئیں - ورنہ ہم اس لائق نہ تھے - خدا تعالٰے کے اس انعام کا شکر ہم پر واجب ہے کہ ہم اس سلطنت کے ملنے پر اس مالک حقیقی کا شکریہ ادا کریں جس نے اتنی بڑی مملکت کا مالک ہم کو بنا دیا - وہ شکر کیا تھا اور کس طرح ادا کرنا تھا -

(اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط) سورہ حج رکوع ۶ پارہ ۱۷

وہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں ٹھکانا (مرحمت کر) دیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں - اور نیک کاموں کا حکم کریں - اور برے کاموں سے منع کریں لیکن ہم نے اس پر عمل نہ کیا اور جن وعدوں پر ہم نے اس سلطنت کی بنیاد رکھی تھی کہ وہاں حکومت اسلامی ہوگی - ان وعدوں کو ہم نے بھلا دیا - آج پاکستان کو بنے ہوئے گیارہ سال پورے ہو کر بارھواں سال شروع ہے - لیکن ہمارا یہ وعدہ فردا پر ٹلتا رہا - اور اب بھی نہ معلوم کب تک ایسا ہی ہے - ان وعدوں سے انحراف کا نتیجہ سیلاب، قحط، بیماری اور مختلف امور میں ظاہر ہو رہا ہے - اور جب تک ان وعدوں کو پوری طرح عملی جامہ نہ پہنایا جائیگا اس وقت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا -

اگست ۱۹۴۷ء میں انقلاب صرف اس لئے آیا تھا کہ ہم ایسی مملکت کے مالک اور حقدار بن جائیں جہاں اسلام کے زیر ہدایت اپنی زندگی بسر کر سکیں - یہ صرف خواب ہی خواب رہا - اور یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا - اب ذرا کچھ آس ہو چلی تھی کہ شاید انتخاب کے بعد ہمارا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائے - لیکن اب انتخابات میں حکومت کی طرف سے ٹال مٹول شروع ہو گئی ہے پہلے نومبر میں سنا تھا اب سنتے ہیں - کہ فروری ۱۹۵۹ء میں ہونگے شاید یہ فروری قیامت تک نہ آئے - کیونکہ ہمارے لیڈران کرام جب ایک دفعہ کرسیٔ اقتدار سے چمٹ جاتے ہیں تو ذرا مشکل سے ہی اترتے ہیں وہ بھی اس صورت میں جبکہ کوئی زبردستی کرسی سے نیچے اتار دے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ کرسی کو خیرباد کہنے کے لئے تیار ہو جائیں - اور انتخاب منعقد ہونے دیں -

ہم نے یہ پاکستان اس لئے بنایا تھا کہ یہاں اسلامی حکومت ہوگی - عوام یہاں کے حکمران طبقہ سے بہت نالاں ہیں - ہر چیز گراں تر نرخوں پر فروخت ہو رہی ہے - اور حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی انہیں اپنے رقص و سرود اور سیر و تفریح سے ہی فرصت نہیں پھر آخر کس طرح عوام کی طرف توجہ مبذول کریں - عین ممکن ہے کہ عوام اس زندگی سے تنگ آکر کہ جس میں نہ عزت کی حفاظت ہے نہ ناموس کی - اور نہ ہی زندگی کی کوئی حفاظت کا انتظام اشیاء خوراک کا یہ حال کہ ان کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں - اور تنخواہیں پچاس ساٹھ - پچاس روپے کے تو اگر کوئی شخص مع اپنے خاندان کے صرف بھنے ہوئے چنوں پر اکتفا کرنا چاہے - تو ناممکن ہے - اور ہمارے لیڈران کرام کی تنخواہیں مع الاونس وغیرہ کے کم از کم پانچ ہزار - فرق ملاحظہ ہو اور یہ آتی کہاں سے ہے - عوام کے خون پسینہ سے - اگر خدا کا قہر نازل نہ ہو تو کیا ہو - ہم پھر اپنے مقصد کو دہراتے ہیں - کہ یہاں جلد از جلد اسلامی حکومت قائم ہونا ضروری ہے - اور انتخابات بھی جلد از جلد منعقد ہونے چاہئیں تاکہ عوام اپنی پسند کے مطابق نمائندے اسمبلی میں بھیج سکیں - ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں پھر انقلاب کی حالت پیدا نہ ہو جائے - پاکستان کے اصل بانی وہ لوگ ہیں جو آج نہایت خستہ حالت میں کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں - حکومت نے بھی انہیں نظر انداز کر دیا ہے - نہ رہنے کے لئے گھر نہ پیٹ بھرنے کے لئے روٹی - جس کے باعث بعض مجبور ہو کر جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں - اگر حکومت ان کے گزران کا تسلی بخش انتظام کر دے تو یقیناً جرائم کو وہ لوگ چھوڑ دیں گے - اور شریفانہ زندگی بسر کرینگے

ذرا چلتے چلتے پاکستان کی ترقی پر بھی ایک چھلتی ہوئی نظر ڈالتے جائیں - صنعتی اعتبار سے پاکستان نے کافی حد تک ترقی کی ہے - لیکن اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا - فائدہ سرمایہ داروں جاگیرداروں اور کارخانہ داروں کو پہنچا - عوام کو بلکہ اس سے نقصان ہی پہنچا کہ ہر چیز گراں سے گراں تر ہوتی جا رہی ہے -

ترقی اگر نام ہے بدکاری کا تو ہم نے بڑی ترقی کی - اگر داڑھی منڈانے کا نام ہے تب بھی ہم نے انگریز سے زیادہ ترقی کی - اگر نام ہے رقص و سرود کی محفل کرنے کا تو بھی

فرنگیوں سے زیادہ یہاں والوں نے ترقی کی۔ غرض ہم نے ہر شعبہ میں فرنگیوں سے زیادہ ترقی کی۔ اقبال مرحوم کا مشہور شعر ہے

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

لیکن اگر اسلامی نقطہ نگاہ سے بنظر عمیق دیکھا جائے تو ہر ایک حقیقت پسند یہی کہتا ہوا نظر آئے گا۔ کہ ہم ترقی کرنے کی بجائے تنزل اور پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی وجہ نظر آتی ہے ہم نے خدا کو چھوڑا۔ خدا کے کلام (قرآن مجید) کو چھوڑا۔ اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مقدس کو چھوڑا۔ مسجدوں کو آباد کرنے کی بجائے ویران کیا۔ بقول اقبال مرحوم ؎

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

قرآن ہمیں پکارتا رہا کہ آؤ مسلمانو! خدا کی عبادت کرو اس کے احکام کی تابعداری کرو۔ مسلمانو! خدا ایک ہے اس کی صفات میں کوئی شخص شامل نہیں۔

لیکن ہم نے اس آواز کو سنا ایک کان سے سن کر دوسرے سے باہر نکال دیا۔ خدا تعالے بھی یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ خاموش انتقام کی تیاری کرتا رہا۔ لیکن چونکہ یہ اس کے محبوب کی جماعت تھی اور اس کے لئے وعدہ تھا کہ کبھی ختم نہ کروں گا اسی وجہ سے خدا نے چاہا کہ ہم کو متنبہ کرے۔ کہ تم غلط راستہ پر گامزن ہو۔ اس نے ہم کو کئی طریقہ سے تنبیہ کی۔ کبھی قحط کے ذریعہ سے کبھی سیلاب کے ذریعہ سے۔ لیکن خواب غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے کہ پھر بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔ خدا نے ہمیں ڈھیل دی کہ ابھی وقت ہے توشۂ آخرت ابھی سے جمع کر لو .... خدا نے ہمیں ڈھیل دی اور دے رہا ہے۔ لیکن .... اس کی پکڑ بڑی غضب کی ہے جب پکڑتا ہے تو ایک دم پکڑ لیتا ہے۔ ؎

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

لیکن ہم نے اپنی روش ابھی تک تبدیل نہیں کی۔ اسی روش پر قائم ہیں اگر ہمارا یہی حال رہا تو ایک دن خداوند تعالیٰ ہمارا نام و نشان تک صفحہ ہستی سے مٹا دے گا۔

قوم کے زندہ رہنے کی نشانی نہیں جو ہم میں پائی جاتی ہیں اگر یہی حالت رہی تو پھر

اقوالِ زرّیں

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۱۱ جولائی —— از جناب شیخ عبدالحکیم صاحب لاہور

۸۹- زندگی کے ضروری اور بڑے بڑے معاملات قلمبند کرتے رہو۔

۹۰- امداد۔ ہمدردی۔ بھلائی اور حسن سلوک کرتے وقت اپنے ہم قوم یا ہم مذہب کا خیال نہ کرو بلکہ بھلائی ہر ایک سے کرنی چاہئے۔

۹۱- خدا سے حقیقی پیار وہی کرتا ہے جو اس کے بندوں سے پیار کرتا ہے۔

۹۲- اپنے عیوب کی خود اصلاح کر لو۔ پیشتر اس کے کہ دوسرے ان کی طرف متوجہ کریں۔

۹۳- ہر حال میں خوش رہو۔ مگر دنیا کی عارضی خوشیوں کی طرف مائل نہ ہو۔

۹۴- اپنی تعریف کے منتظر نہ رہو۔ یہ طبیعت کا اوچھا پن ہے۔

۹۵- بدسلوکی کا بدلہ بجائے انتقام کے احسان سے لو۔

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۝

پارہ ۲۶ سورہ محمد کی آخری آیت

اور اگر تم منہ پھیرو گے تو (اللہ تعالیٰ) تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے گا جو تمہاری طرح نہ ہو گی (سستی و کاہلی میں)

آئیے ہم آج ہی دربار خداوندی میں حاضر ہو کر اپنے سابقہ گناہوں پر نادم و شرمسار ہو کر اس سے رحمت کی طلب کریں۔ وہ غفور الرحیم ہے ہمارے گناہوں سے ضرور درگذر کریگا اور ساتھ ہی یہ بھی عہد کریں کہ آئندہ سے ہم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طرز عمل کے مطابق زندگی بسر کرینگے۔ دوسروں کو بھی احکام خدا سے روشناس کرائیں گے۔ اور اسلام کی تبلیغ کرتے رہینگے خواہ ہماری جان بھی اس مقصد کے لئے ختم ہو جائے۔ یہی ہمارا مقصد حیات ہے۔

دین و دنیا کی شہنشاہی تری قسمت میں ہے
حوصلہ مندی دکھا کچھ کام کر خورسندہ رہ
اے مسلماں! تین باتوں میں ہے اب تیری نجات
علم پڑھ دولت کما اور دین کا پابند رہ

۹۶- غور اور فکر کی عادت ڈالو

۹۷- بے ضرورت خواہ کتنی بھی سستی چیز ہو نہ خریدو۔ ورنہ ضروری اشیاء بھی نہ خرید سکو گے۔

۹۸- صاف دل رہو۔ کینہ اور بغض بڑی بری چیز ہے۔

۹۹- دوسروں کو ترغیب خود نمونہ بن کر دو اس کا اثر ہو گا۔

۱۰۰- صحت جسمانی کا بہت خیال رکھو۔ تمہارے تمام کاموں کا انحصار اسی پر ہے۔

۱۰۱- باقی رہنے والی نیکیوں کو ہمیشہ بڑھاتے رہو

۱۰۲- گستاخی۔ بیہودگی اور حسد کا جواب خاموشی ہے۔

۱۰۳- ابتدا ہی سے بچوں کو نیکی کے راستے پر چلاؤ

۱۰۴- توکل۔ ہمت اور اعتدال خوشی کے راستے ہیں۔

۱۰۵- قناعت بڑی دولت ہے۔ اگر تم اس پر قادر ہو تو تم بڑے دولتمند ہو۔

۱۰۶- ذاتی لیاقت اور سچی قابلیت پیدا کرو۔

۱۰۷- انسان کا نفس بعض وقت اس کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

۱۰۸- ہمیشہ میانہ روی اختیار کرو۔

۱۰۹- اعلیٰ درجہ کی جدید تصنیفات زیر مطالعہ رکھو۔

۱۱۰- ایسے جھگڑوں میں نہ پھنسو کہ تمہیں عدالت میں جانا پڑے۔

۱۱۱- اپنے حوصلے اور خیالات عالی رکھو۔ پستی کی طرف نہ جھکو۔

۱۱۲- صبح اٹھنے میں سورج سے پیچھے نہ رہو

۱۱۳- محنت اسی قدر کرو جو برداشت کر سکو

۱۱۴- ورزش جسمانی ہمیشہ پابندی کے ساتھ کرو۔

۱۱۵- نیک کاموں کی اوّل اوّل جبراً عادت ڈالو۔ پھر تم خود بخود عادی ہو جاؤ گے۔

۱۱۶- روحانی استادوں کا رشتہ تمام رشتوں سے بڑھ کر ہے۔ ان کی بڑی عزت کرنا تمہارا فرض ہے۔

آزادی کی قیمت

(از جناب ایم - ایچ - شریفی صاحب لکھنؤ)

پاکستان کے معماروں میں سب سے زیادہ ہاتھ اُن مہاجرین کا ہے جن کو اب کوئی پوچھتا تک نہیں - نہ کھانے کے لئے موجود ہے نہ پہننے کے لئے نہ سر چھپانے کو کوئی جگہ - اگر ہے بھی تو اسے بھی چھین اکثر جگہ مرزائیوں کے ہاتھ سستے داموں فروخت کیا جا رہا ہے - انہیں مہاجرین نے اس پاکستان کے لئے ایک اندازے کے مطابق ایک ارب تیس کروڑ پانچ لاکھ انتالیس ہزار کی مالیت کی جائیداد اور اسی کے لگ بھگ مال اور نقد روپیہ نذر کیا ہے - ایک لاکھ ستّر ہزار نو سو کے قریب مسلمانوں نے اپنی قربانی پیش کی - ستّر ہزار عورتوں کی عفّت کو پاکستان کی بھینٹ چڑھایا گیا- تب کہیں جاکر یہ ملک حاصل ہُوا - یہ قیمت کچھ کم نہیں تاریخ میں شاید ہی کسی قوم نے اتنی عظیم قربانی آزادی کے لئے پیش کی ہو -

لیکن قربانی اس لئے نہیں دی گئی تھی کہ اس سے ایک مخصوص طبقہ ہی فائدہ مند ہو - اور آپ ہی آپ ملک کی باگ ڈور سنبھال لے - عوام کو ٹیکسوں کے بوجھ تلے دابتا چلا جائے - غریب کو غریب تر اور امیر کو امیر تر بنائے - یہ ملک اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں اسلام کا بول بالا ہو - اسلام برسرِ حکومت ہو - مسلمان آرام و اطمینان سے خدا کے قانون کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں - جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نشر و اشاعت ہو - جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت محفوظ و مصئون ہو - لیکن یہاں تو نبوّت کے مدعی کو خصوصی مراعات دی گئیں اور اب ۱۳ اگست ۱۹۵۸ء کے کوہستان میں یہ خبر شائع ہوئی ہے - کہ مرزائیوں کے خلیفہ کو لاہور میں تین سو پلاٹ (غالباً) پندرہ سو روپے فی پلاٹ کے حساب فروخت کئے ہیں حالانکہ وہ پلاٹ کم از کم چار ہزار روپے فی پلاٹ فروخت ہو رہے تھے - جس میں نقصان دنیوی بھی ہے اور اُخروی بھی -

جب پاکستان بنایا گیا اور ہم لوگ بھی اپنے وطن کو چھوڑ کر یہاں آئے تو میری عمر تقریباً سات سال تھی - پوچھنے پر بتایا جاتا کہ ہم ایسی جگہ آرام و اطمینان سے خدائی حکومت کے ماتحت زندگی بسر کرینگے جا رہے ہیں - مَیں خوش ہوتا تھا - لیکن آج جب اس بات کو گیارہ سال پورے ہوکر بارھواں سال شروع ہے تو سوچتا ہوں کہ کیا اسی لئے ہم نے اپنے وطن سے جُدائی برداشت کی تھی کہ وہاں چند حکمران حکومت کریں - جب تک برسرِ اقتدار ہیں، روپیہ سمیٹنے کی کوشش کرتے رہیں - لوگوں کو زندگی گزارنا اجیرن کر دیں -

ہم لوگوں نے وطن کو اس وجہ سے خیرباد کہا تھا - کہ ہم اسلام کے زیرِ سایہ حکومت کرکے دُنیا کو بتلا دیں کہ امن و سلامتی کا پیامبر صرف اور صرف اسلام ہی ہے - جب تک ہمارا یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا اس وقت تک ہم آزاد کہلانے مستحق نہیں اگرچہ ظاہراً ہم نے آزادی حاصل کرلی ہے لیکن باطنی طور پر اب بھی غلام ہی ہیں - جسے آزادی کا نام دیا جاتا ہے اس سے ابھی ہم پورے طور سے مستفید نہیں ؎

فکر و نظر علم و عمل سب گردِ غیر ہیں
کیا خوب یہ آزادیٔ کامل کے نشاں ہیں

لیکن اس میں صرف حکام کا قصور نہیں وہ تو آپ کے اعمال کا بدلہ ہیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا قول مبارک انما اعمالکم عمّالکم - جس قسم کے تم عمل کروگے ویسے ہی تمہارے حکّام ہوں گے - ہم لوگ احکام خداوندی سے بالکل غافل البتہ فرنگیوں کے قوانین پر عمل پیرا اور ان کے محافظ - احکام خداوندی کے معلوم کرنے والوں اور یاد رکھنے والوں کو "مسجد کے لوٹے" کے لقب سے نوازا گیا - نہ خود قوانین اسلام پر عمل پیرا اور اگر دوسرا قوانینِ اسلام پر عمل کرنا چاہے تو اس کا مذاق اور اسے منع کیا جائے - ع

کیا دُنیا میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

خدارا اپنے اعمال کو بدلئے اور اسلام کے سانچے میں ڈھالئے - اسلام کے احکام افعال کا مذاق اُڑانے سے باز آجائیے - پہلے خود صحیح مسلمان بنئے اور پھر دوسروں کو بھی دعوت دیجئے یہ نہ سمجھئے کہ دعوتِ اسلام صرف علماء کا ہی فریضہ ہے - دعوت اسلام ہمارا اور آپ کا سب کا مشترکہ فرض ہے - اور اسی وجہ سے مسلمانوں کو خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے

آج گیارھویں یوم آزادی کے دن وعدہ اور عہد کیجئے - لیکن اس پر عمل بھی کیجئے کہ ہم اس ملک کو جسے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا - صحیح معنی میں آزادی سے ہمکنار کرکے رہیں گے - یہاں اسلام کی اور صرف اسلام کی حکومت ہوگی - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محفوظ ہوگی - قادیانیوں کی دستبرد سے اسے بچایا جائے گا - یہاں قانون و سُنّت کا قانون چلے گا -

فقط نظام حق ہی میں فلاح دو جہاں کی ہے
یہ وقت کی پکار ہے پکار دو پکار دو

اعلان

موضع چک راماس میں بیادگار حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ مدینۃ العلوم چک رام داس یکم ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ سے درس نظامی کی ابتدائی تعلیم کا کام زیر سرپرستی حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شروع کیا گیا ہے جس میں اہتمام و تعلیم کا کام مولوی محمد خلیل الرحمٰن صحرائی سرانجام دے رہے ہیں - ابتدائی تعلیم درس نظامی کے شائقین حضرات مدرسہ مذکور سے حاصل کرکے فیضیاب ہوں - طلباء کے قیام و طعام لباس و پوشاک کا انتظام خاطر خواہ ہوگا -

جمعیۃ اہل حدیث ملتان شہر کا چھبیسواں (۲۶)

سالانہ جلسہ

زیر صدارت حضرت العلام مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی صدر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان مورخہ ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ ستمبر ۱۹۵۸ء کو بمقام باغ عام خاص ملتان منعقد ہو رہا ہے - جس میں پاکستان کے مشاہیر علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں -

شیخ عبید الرحمٰن ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہل حدیث
ملتان رجسٹرڈ

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں - ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف -
"مینجر"

ذکرِ الٰہی

(از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب سجادل)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں خدام الدین ۸ راگست ۱۹۵۸ء)

(۳۰)

صبح و شام ذکر بکثرت کرو

ارشادِ باری تعالےٰ ہے :-

(وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○

(الاعراف - رکوع ۲۴ - پارہ ۹)

ترجمہ - اور اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتا ہوا ڈرتا ہوا یاد کرتا رہ - اور صبح و شام بلند آواز کی نسبت ہلکی آواز سے اور غافلوں سے نہ ہو - (حضرت مولانا احمد علی صاحب)

الحاصل ذکر الٰہی کرتے وقت دل کو بھی متوجہ الی اللہ رکھنا چاہیئے - دل میں تضرع ، عاجزی اور خوفِ خدا کا جذبہ موجزن ہو - آواز پست ہو -

" مراد اس آیت سے بندوں کو صبح و شام ذکر کے کثرت کی رغبت دلانا ہے - تاکہ وہ غافلوں سے نہ ہو جائیں "

(ابن کثیر)

حضرت سیدنا و مرشدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی تضرع و عاجزی کا ذکر یوں آیا ہے کہ ایک دن آپ نے اپنا چہرہ مبارک حرم کعبہ کے حصار پر رکھا ہُوا تھا - اور مناجات میں مشغول تھے کہ یا الٰہی ! میری مغفرت فرما - اور اگر میں تیری سزا کا مستحق ہوں تو مجھے قیامت کے دن اندھا اُٹھانا تاکہ نیکوں کے روبرو شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے - (گلستان باب دوم)

حضرت ابو علی دقاق قدس سرہ کی اللہ تعالےٰ کے حضور میں یہ مناجات تھی -

" یا اللہ ! میں نے اپنے عملوں کا دفتر سیاہ کر دیا ہے - تو نے میری عمر کے تقاضا کی وجہ سے میرے بال سفید کر دیئے ہیں - اے خالقِ سیاہ و سفید مجھ پر اپنا فضل کر - میری سیاہ کاریوں کا دفتر بھی (میرے بالوں کی طرح) سفید کر دے - "

(نفحات الانس جامی)

یہ ہے بلند مرتبہ اہل اللہ کی عاجزی اور تضرع کا حال - جو ہمارے لئے باعثِ عبرت ہے - مگر ہم پر ہر طرف سے غفلت طاری ہے -

حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - اور بڑا ذکر تو قرآن کریم ہے - اس کا ادب بیان ہو چکا - اب عام " ذکر اللہ " کے کچھ آداب بیان فرماتے ہیں - یعنے ذکر اللہ کی اصل روح یہ ہے - کہ جو زبان سے کہے ، دل سے اُس کی طرف دھیان رکھے ، تاکہ ذکر کا پورا نفع ظاہر ہو - اور زبان و دل دونوں عضو خدا کی یاد میں مشغول ہوں - ذکر کرتے وقت دل میں رقت ہونی چاہیئے - سچی رغبت و رہبت سے خدا کو پکارے - جیسے کوئی خوشامد کرنے والا ڈرا ہوا آدمی کسی کو پکارتا ہے - ذاکر کے لہجہ میں ، آواز میں اور ہیئت میں تضرع و خوف کا رنگ محسوس ہونا چاہیئے - ذکر و مذکور کی عظمت و جلال سے آواز کا پست ہونا قدرتی چیز ہے - اس لئے زیادہ چلانے کی ممانعت آئی ہے - دھیمی آواز سے سراً یا جہراً خدا کا ذکر کرے تو خدا اس کا ذکر کرے گا - پھر اس سے زیادہ عاشق کی خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے - " (اللّٰھم اجعلنا منھم)

المختصر ہمیں صبح و شام فریضہ نماز کے علاوہ تھوڑا بہت ذکر کرتے رہنا چاہیئے اور دیگر اوقات میں بھی ذکر کو بھولنا نہ چاہیئے - حضرت سلطان العارفین باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؂

ج - جو دم غافل سو دم کافر ،
سانوں مرشد ایہ پڑھایا ہُو -
سُنیا سخن گیاں کھل اکھیں ،
اساں چت مولیٰ ول لایا ہُو -
کیتی جان حوالے رب دے ،
اساں ایسا عشق کمایا ہُو -
مرن تھیں مرگئے اگے باہُو
تاں مطلب نوں پایا ہُو -

حضرت ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ یہ شغل تھا کہ تین باتوں میں سے ایک بات کو لگے رہتے تھے -

(۱) تلاوتِ قرآن مجید

(۲) یا سماعتِ حدیث شریف -

(۳) یا عبادت -

(از بستان المحدثین)

اب ہمیں کم از کم اتنا تو چاہیئے کہ پنجگانہ نماز سب ارکان اور آداب کے ساتھ با جماعت ادا کرتے رہیں - اور دیگر اوقات میں تھوڑا بہت مسنونہ اذکار کا ورد رکھیں تاکہ ہمارا شمار اہلِ غفلت میں نہ ہو - نیز اہلِ غفلت کی مجالس سے بھی کنارہ کش ہو جانا چاہیئے - اور اہلِ ذکر کی مجالس میں آمد رفت رکھنی چاہیئے - تاکہ قلبِ ذکر کی محبت سے آشنا ہو جائے - (باقی دارد)

کتاب و سُنت

بقیہ صفحہ ۱۰ سے آگے

وہ ہے حضورؐ کی وہ روش اور آپ کا وہ عملی طریقہ جس پر عہدِ نبویؐ سے مسلسل عمل رہا ہو -

تاہم سنت یا حدیث قرآن مجید کے تابع ہے کیونکہ وہ قرآن مجید کا بیان اور تفسیر ہے -

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے سُنت ایک انتہائی ضروری شے ہے اور اس سے بے نیاز ہو کر قرآن پاک کا سمجھنا ممکن نہیں - فہم قرآن کو سُنت پر موقوف نہ بھی قرار دیں تو بھی یہ بات صاف ہے کہ اس سے الگ ہو کر قرآن فہمی یا اجتہاد کا راستہ نہ صرف خطرناک ہے بلکہ اس سے وہ فتنے پیدا ہو سکتے ہیں - جن سے اُمت کی اجتماعیت خطرہ میں پڑ جاتی ہے اور ہر شخص اپنے اجتہاد کی وجہ سے شتر بے مہار کی طرح شیرازۂ اُمت کو برباد کرنے کا موجب بن سکتا ہے - اللہ تعالیٰ ہم کو اس قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے

اُتر کر حِرا سے سُوئے قوم آیا اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
(حالی)

کتاب و سنّت

فیروز سنز ٹرسٹ۔ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ٥ وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ

قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ٥

حضرات!

سورۂ آلِ عمران کی ان آیات (۷۹۔ ۸۲) میں ایک اصول بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبیؐ کو جب کتاب، حکم اور نبوت ملتی ہے تو وہ لوگوں کو اللہ والا بنانے، کتاب کی تعلیم دینے اور سچا فرمانبردار بننے کی تلقین کے علاوہ کوئی دوسری تعلیم دے ہی نہیں سکتا۔ نبیوں سے خدا نے عہد لیا تھا کہ وہ آخری نبیؐ پر اپنی اُمتوں کو ایمان لانے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے ہدایت دیں گے اور اس بات پر نبیؐ اور خود خدا کی ذات گواہ ہے ——— پہلے ان آیات کا ترجمہ سُنیئے:۔

نہیں حق کسی بشر کا کہ اللہ اس کو **کتاب** دے حکم اور پیغمبری عطا کرے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم (خدا کو چھوڑ کر) میرے بندے بن جاؤ وہ تو یہی کہے گا کہ تم اللہ والے بن جاؤ اس لئے کہ (نبی) تم لوگوں کو کتاب سکھاتے تھے اور خود بھی پڑھتے تھے۔ وہ (نبی) یہ حکم بھی نہ دیں گے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو۔

کیا وہ مسلمان ہو جانے کے بعد تم کو کفر کا حکم دیں گے؟ (ہرگز نہیں!) اور جب اللہ نے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ **کتاب و حکمت** میں سے جو کچھ میں تم کو دوں اور پھر تمہارے پاس رسول آ کر اس کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ——— (اقرار لینے کے لئے پھر کہا) کیا تم نے اقرار کیا اور قبول کیا اس پر میرا عہد؟ وہ بولے ہم نے اقرار کیا ——— پھر فرمایا: تو اب گواہ رہو اور میں تو تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں ——— (القرآن)

ان آیات میں **کتاب** اور **عہد** کا ذکر ہے۔ پھر اس بات کا ذکر ہے کہ **کتاب** عطا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اللہ والے بن جائیں
عہد لینے کا منشا یہ تھا کہ لوگ اپنے نبیوں کی تعلیمات کو سمجھیں، سمجھائیں اور خدا کا پیغام لانے والوں کی مدد کریں ———

قرآن کی حفاظت

خدا کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اس کی **تعلیمات الکتاب** کی شکل میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں۔ تمام **انسان** بحیثیت بندگانِ خدا ان تعلیمات کے ہمیشہ محتاج ہوں گے۔ اب اصل کام یہ ہے کہ توحید پر ایمان لانے اور "الکتاب" کی نعمت حاصل کر لینے کے بعد ہم اس کی تعلیمات کو دنیا میں عام کریں ———

پہلی الہامی کتابوں کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ وہ اصل صُورت میں دُنیا میں موجود ہیں یا نہیں مگر جہاں تک قرآن عزیز کا تعلّق ہے وہ ایک نقطے اور ایک شوشے کی تبدیلی کے بغیر ہم تک پہنچا ہے ——— اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

• ——— اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ (القیامۃ رکوع)
یقیناً اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کو سکھانا ہمارا ذمہ ہے۔

•• ——— اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ (الحجر۔ رکوع)
یقیناً ہم نے الذکر (قرآن مجید) نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

جس کتاب کی حفاظت خود اللہ کے ذمہ ہو جس کی تعلیم کا انتظام خود وہی ذات پاک کرے۔ اس کی عظمت صحت اور نفع رسانی سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔

اب **الکتاب** یعنی قرآن عزیز ہمیشہ کے لئے انسانوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے ایک منشور ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک جتنے انبیاء آئے۔ ان کی تعلیمات کا نچوڑ اور ان کی لائی ہوئی کتابوں کا خلاصہ اس میں موجود ہے اور یہ ہمیشہ کے لئے ایک کتاب ہدایت اور نُورِ مبین (ظاہر و باہر) کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اور رہے گا۔ اس کتاب کا تجربہ ہو چکا ہے۔ یہ تاریخی کسوٹی پر پرکھی جا چکی ہے۔ اس کتاب نے آج سے تیرہ سو سال قبل عرب کے وحشی بدّوؤں کو دُنیا میں سب سے زیادہ شائستہ، تہذیب یافتہ اور نوعِ انسان کا ہمدرد بنایا ——— ان کو صحرانوردی اور آوارگی کی زندگی کے اندھیروں سے نکال کر ایک وسیع اور عالمگیر سلطنت کا مالک بنا دیا اور ان سلطنتوں کے تخت جو فرعون، نمرود اور شدّاد کا نمونہ تھیں ان ہی عاجز اور بے سر و سامان بدّوؤں کے پاؤں تلے روندے گئے ——— اس طاقت اور اس رُوحانیت کی بنیاد قرآن پاک کی تعلیم تھی۔ یہ ایمان کی مضبوطی ——— ارادوں کی بُلندی اور دینی و دُنیوی ترقی اسی نسخۂ کیمیا کا معجزانہ اثر تھا۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی کو الکتاب کی صُورت میں اپنے ساتھ لائے۔ حالی نے اس کتاب اور اس کی تعلیم کے اثر کو یُوں بیان کیا ہے۔ ؎

اُتر کر حِرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مسِ خام کو جس نے کُندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

قرآن کے خدائی احکام اور ہمیشہ کے لئے ایک اٹل قانون ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس کے قوانین میں ردّ و بدل نہیں ہو سکتا ——— وہ جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے قابلِ عمل تھے اسی طرح آج بھی ہیں بخلاف دوسرے انسانوں کے بنائے

دے قوانین لئے کہ وہ قوموں اور ملکوں کے حالات کے پیشِ نظر بدلتے رہتے ہیں۔

عالمگیر دعوت

قرآن مجید سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء مرسلین گزرے ہیں ان کی دعوت ایک محدود رقبے اور کسی خاص قوم کے لئے ہوتی تھی مگر قرآن پاک کی دعوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت مشرق و مغرب اور شمال و جنوب تک تمام قوموں کے لئے یکساں ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اس کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ ——— (سبا رکوع ۳)

آپ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو خوشخبری سنا دی جائے اور قوانینِ الٰہی کی مخالفت سے ڈرا دیا جائے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے

قرآن مجید میں اس کا ذکر بھی ہے کہ اس کتاب کی آیات سن کر جن بھی ایمان لے آئے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت انسانوں تک ہی نہیں جنوں تک بھی پہنچی ——— قرآن پاک میں اس کا ذکر اس طرح آیا ہے:۔

"اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا جب کہ وہ آپ کی قرأت سن رہے تھے جب وہ (جن) وہاں آ گئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھ رہے تھے تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموش ہو کر سنو اور جب صبح کے وقت آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرا کر دعوت الی الاسلام دینے لگے چنانچہ کہنے لگے ——— اے ہماری قوم! ہم نے آج وہ کتاب الٰہی سنی ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے

وہ پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور دینِ حق کی راہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے نبی برحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا رسول مان کر اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے سابقہ گناہ معاف کر کے تمہیں دوزخ کے دردناک عذاب سے نجات دے گا اور جو کوئی اس نبی برحق کو نہیں مانے گا تو وہ نہ زمین پر بھاگ کر اللہ کے عذاب سے خود ہی بچ سکے گا اور نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا۔
(الاحقاف۔ رکوع ۴)

قرآنی تعلیمات

قرآن نے برسوں کی گمراہی اور توہم پرستی کے پردے کو چاک کر ڈالا۔ اس نے لوگوں کو ایک خدا سے روشناس کرایا۔ اس خدا سے جس کو بندوں نے بھلا دیا تھا۔ مسلمانوں نے جس وقت قرآن مجید کی مشعل کو ہاتھ میں لے کر ترقی کرنے کا ارادہ کیا تو دنیا میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تمام قوموں اور ملکوں کو پستی نے گھیر رکھا تھا۔ خیالات فرسودہ تھے۔ دماغ کاہل۔ انسان کو خود اپنی طاقت کا علم نہیں تھا۔ وہ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کے آگے سر جھکاتا تھا اور اس نے اپنے کو بہت زیادہ ذلیل کر دیا تھا۔

قرآن مجید نے آ کر حقیقت کے چہرے سے پردہ ہٹایا اور صاف صاف کہا:۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۝ (آل عمران۔ رکوع ۲۰)

بلاشبہ زمین و آسمان کے بنانے اور رات دن کے بدل کر لانے میں عقل والوں کے لئے قدرتِ الٰہی کے نشان ہیں۔

قرآن مجید میں سیاست کے تمام گر، تمدن کے تمام ابواب، معاشرت اور طاعت الٰہی کے تمام اصول کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ وہ امن و انصاف کا سب سے بڑا حامی ہے۔ وہ فتنہ و فساد اور کفر و شرک کو قتل سے زیادہ خطرناک قرار دیتا ہے۔ اس کے نزدیک سب سے بڑا جرم خدا کو فراموش کر دینا ہے کیوں کہ جب انسان خدا کو فراموش کر دیتا ہے تو دنیا میں قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ اور بے حیائی کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

قرآن نے مروّت و اخلاق کا معیار بہت بلند قائم کیا ہے۔ اس نے سود کو حرام قرار دے کر غریب پر رحم کیا ہے ——— اس نے عورتوں پر سے زمانہ جہالت کی سختی اور ناروا سلوک کا خاتمہ کر دیا ——— اس نے طلاق اور خلع کے مسائل وضع کر کے عورتوں کو ان کے جائز حقوق دلوائے ——— اس نے عورت کو گھر کی زینت قرار دیا۔ اس نے اکل حلال کو لازم قرار دیا۔ قرض دار کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں جہانداری اور جہانبانی کے اصول سکھائے۔ محکوم قوموں کے ساتھ انصاف کے سلوک کی تاکید کی۔ یتیموں سے پیار و محبت کرنا سکھایا۔ جائداد میں عورت کو حصہ دار ٹھہرایا ——— وصیت کی ایک حد قائم کی۔ ہمسائے کے حقوق کو وضاحت سے بیان کیا۔ غیبت سے نفرت دلائی۔ ایک دوسرے کا ناحق مال دھرنے کی ممانعت کی۔ گالی گلوچ کو ممنوع قرار دیا۔ وعدہ کو پورا کرنے اور سچ بات کہنے کی تاکید کی۔ چوری، ڈاکہ اور زنا کی سزائیں مقرر کیں ہر امر میں خدا سے ڈرتے رہنے کی تاکید کی۔ والدین کے حقوق کی وضاحت کی۔ ان کے ادب و احترام کی یہاں تک تاکید کی کہ ان کو اُف تک کہنا بھی ممنوع قرار دیا۔ سخاوت اور بخل کا معیار قائم کیا غرض قرآن کی تعلیم نے اخلاق انسانی کو وہ جلا دی کہ انسان کو فرشتوں سے بڑھا دیا ——— ایسی عجیب و غریب تعلیم دنیا کی کسی کتاب میں ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی ——— مسلمانوں نے اس دورِ جاہلیت کو مٹا کر ایسا جہان بسایا جس کی بنیاد خدا ترسی، خدا پرستی، امن، انصاف اور راحت و سکون پر تھی۔

ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کامیابی اور دینی اور دنیوی فلاح اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الکتاب یعنی قرآن مجید میں جو ضابطہ حیات ہمارے لئے وضع فرما دیا ہے اس کی پابندی کریں۔ سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی مطابقت میں بہ حیثیت ایک سچے مسلمان کے جس طرح زندگی بسر کی وہ نہ صرف مثالی ہے بلکہ حضور کو انسانِ کامل کا درجہ دیتی ہے۔ جس کا اتباع ہم سب پر فرض ہے۔

سُنّت

سُنّت کے معنی راستہ کے ہیں یعنی عمل کا وہ راستہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا اسے سُنّت کہتے ہیں۔ حضور نے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے فرمایا تھا:۔

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا۔ كِتٰبُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ ———

(میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) دوسرے اپنی سُنّت (حدیث نبوی) جب تک تم ان دونوں پر قائم رہو گے دین و دنیا میں کامیاب ہو گے اور جب ان کو چھوڑ دو گے تو بھٹک جاؤ گے)

لفظ سنّت کا اطلاق ہر اس قول، فعل یا تقریر پر ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو یا آپ سے ہم تک پہنچی ہو۔ سُنّت اصطلاح میں حدیث کے ہم معنی ہے اور تقریر سے اصطلاح میں مُراد وہ کام بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا اور آپ نے کرنے والے کو اس سے منع نہ فرمایا ہو۔

سُنّت کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے اور

باقی صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیے

بچوں کا صفحہ

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

پیارے بچو! موت کا معاملہ نہایت خطرناک ہے اور ہم لوگ اس سے بہت غافل ہیں۔ اوّل تو ہم اپنے دُنیا کے کام دھندوں کی وجہ سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تب بھی چونکہ دل دوسری طرف مشغول ہوتا ہے۔ اس لئے محض زبانی ذکر مفید نہیں ہے بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ دل کو سب طرف سے بالکل فارغ کرکے موت کو اس طرح سوچے کہ گویا وہ سامنے ہی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اپنے مرے ہوئے بزرگوں۔ دوستوں اور عزیزوں کا حال سوچے کہ کیونکر ان کو چارپائی پر لے جاکر مٹی کے نیچے داب دیا۔ ان کی صورت کا۔ ان کے اعلیٰ منصوبوں کا خیال کرے کہ اب مٹی نے کس طرح ان کی اچھی صورتوں کو پلٹ دیا ہوگا۔ ان کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے الگ الگ ہوگئے ہوں گے۔ کس طرح بچوں کو یتیم۔ بیوی کو بیوہ اور عزیزوں اور دوستوں کو روتا چھوڑ کر چل دیئے۔ اُن کے سامان اُن کے مال اور اُن کے کپڑے لتّے سب پڑے کے پڑے رہ گئے۔ یہی حشر ایک دن میرا بھی ہوگا۔ کس طرح وہ مجلسوں میں بیٹھ کر قہقہے لگاتے تھے۔ آج خاموش پڑے ہیں۔ کس طرح دُنیا کی لذّتوں میں مشغول تھے۔ آج مٹی میں ملے پڑے ہیں کیسا موت کو بھلا رکھا تھا۔ آج اس کے شکار ہوگئے۔ کس طرح جوانی کے نشے میں تھے۔ آج کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ کیسے دُنیا کے دھندوں میں ہروقت لگے رہتے تھے۔ آج ہاتھ الگ پڑا ہے۔ پاؤں الگ پڑے ہیں۔ زبان کو کیڑے چمٹ رہے ہیں۔ بدن میں کیڑے پڑ گئے ہوں گے۔ کیسا کھِل کھلا کر ہنستے تھے۔ آج دانت گرے پڑے ہونگے۔ کیسی کیسی تدبیریں سوچتے تھے۔ برسوں کے انتظام کرکے رکھتے تھے۔ حالانکہ موت سر پر تھی مرنے کا دن قریب تھا۔ مگر انہیں معلوم نہیں تھا۔ کہ آج رات کو میں نہیں ہوں گا۔ یہی حال میرا ہے۔ آج میں اتنے انتظامات کر رہا ہوں۔ کل کی خبر نہیں کیا ہوگا۔ ؎

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

عزیز بچو! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آسمانوں پر جو فرشتے مختلف کاموں پر متعین ہیں۔ ان کو سال بھر کے احکامات ایک رات میں مل جاتے ہیں کہ اس سال فلاں فلاں کام کرنے ہیں۔ اور فلاں فلاں شخص کے متعلق یہ عمل درآمد ہوگا۔ نیز اس رات میں ان سب کی فہرست فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ جو اس سال میں مرنے والے ہیں یہاں دُنیا میں آدمی نہایت غفلت سے اپنے بیہودہ کاموں میں مشغول ہوتا ہے۔ اور وہاں آسمانوں پر اُس کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوگیا ہے۔ اس کی موت کا حکم صادر ہوچکا ہے۔ جس میں نہ کسی کی سفارش کی گنجائش ہے۔ نہ اُس حکم کا اپیل ہے نہ جو وقت اُس کی موت کا تجویز ہوا ہے اُس میں ایک منٹ کی تاخیر ہوسکتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سورہ دخان کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے ان سب چیزوں کو نقل کیا جاتا ہے۔ جو اس سال میں ہونے والی ہیں کہ اتنا اتنا رزق دیا جائے گا۔ فلاں فلاں مرے گا فلاں فلاں پیدا ہوگا۔ اتنی بارش ہوگی۔ حتّٰی کہ یہ بھی نقل کیا جاتا ہے۔ کہ اس سال فلاں فلاں حج کو جائے گا۔ ایک حدیث میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تو آدمی کو دیکھے گا کہ وہ بازاروں میں چل پھر رہا ہے۔ لیکن اُس سال اُس کا نام مُردوں میں لکھا جاچکا ہے۔ آدمی دنیا میں نکاح کرتا ہے۔ اُس کے بچے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن آسمان میں اُس کا نام مُردوں کی فہرست میں آچکا ہے۔

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موت سے محبت نہیں ہے۔ کیا علاج کروں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ عرض کیا کہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو آگے چلتا کر دو۔ آدمی کا دل مال سے لگا رہتا ہے۔ جب اُس کو آگے بھیج دیتا ہے تو خود بھی اُس کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے۔ اور جب پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو خود بھی اُس کے پاس رہنے کو دل چاہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو حضورؐ فرماتے لوگو! اللہ کو یاد کرلو۔ اللہ کو یاد کرلو۔ عنقریب قیامت کا زلزلہ آنے والا ہے۔ اور پھر صور پھونکنے کا وقت آرہا ہے۔ (ہر شخص کی) موت اپنی ساری سختیوں سمیت آرہی ہے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کو پہچان لے اُس پر دُنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہیں۔

حضرت ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دُنیا کی ہر لذّت کو چھڑا دیا ہے۔ ایک موت نے دوسرے قیامت میں حق تعالےٰ شانہٗ کے سامنے کھڑا ہونے کے فکر نے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کو بُلاتے جو موت اور قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے۔ اور وہ اُن کے وعظ سے ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہو۔ اور ہمارے زمانے کے اکثر لوگ اور خصوصاً سکولوں اور کالجوں کے لڑکے یہ وقت یا تو سینما دیکھتے ہیں۔ گانے بجانے کی محفلوں میں کلبوں اور ڈانس گھروں میں فضول لہو لعب گپوں میں۔ شراب خوری اور رنڈیو کے چکلے میں گزارتے ہیں۔ جیسا کہ موت کا کچھ فکر ہی نہیں۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے اپنے دل کی قساوت کی شکایت کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا۔ کہ موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ دل نرم ہو جائے گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس آئیں اور اُن کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو بھی توفیق بخشے۔ کہ ہم بھی اسی طرح اپنی موت کو یاد کیا کریں۔ آمین ثم آمین۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ:- بارہ روپے ششماہی:- سات روپے
سہ ماہی:- تین روپے آٹھ آنے

شرح اشتہارات:
آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم
اندرون ۳ روپے " " "

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

پاک و ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز

مجلد

تقطیع
۲۲×۲۹
۸

مترجم و محشی

مرتبہ:-

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

فوائد:-

۱:- ہر سورۃ کا عنوان ——— ۲:- ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ و ماخذ

۳:- ربط آیات ——— ۴:- کاغذ۔ کتابت۔ طباعت معیاری

ہدیہ مجلد ۹/- ——— رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے ——— محصول ڈاک عہ/

ملنے کا پتہ:-

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

منیجر پرنٹرز لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔